ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی!

شرح چندہ پیشگی
سالانہ معاونین ... عام ۵ روپیہ ششماہی ... بیرون ہند ... شلنگ
قیمت فی پرچہ ۱/ ۔ مینیجر: رشید احمد خاں احمدی!

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۰ء | نمبر ۸

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۲۶ ماہ تبلیغ۔ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کراچی میں رونق افروز ہیں۔ اور مع متعلقین بخیریت ہیں۔ ۲۹ ماہ تبلیغ کے بعد حضور کراچی سے کنجبھی تشریف لے جائیں گے۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت پہلے سے بفضل الٰہی اچھی ہے۔ الحمد للہ

افسوسناک موت نہایت قلق و رنج سے ۲۲ ماہ تبلیغ کی یہ خبر لکھی جاتی ہے۔ کہ برادرم عزیز الدین احمد صاحب زرگر لاہور کا نوجوان لڑکا بعمر ۲۵ سال دس ماہ بیمار رہ کر اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور والدین اور متعلقین کے واسطے صبر جمیل کی دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا ان کو صبر جمیل اور مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین۔

بعثت مامور

ہم کو حق سے ملانے آیا تھا
اس امام زمان پر قرباں
قرب قربانیوں پہ ہے موقوف
ڈوبے جاتے تھے بحرِ عصیاں میں
سب کا معبود ہے جو دنیا میں
قیدِ رسم و رواج قومی سے
ایک اعلان بھی ضروری تھا
حرمت یوم حج کی سی عزت
عزت و جان و مال ہر مسلم
مان لو۔ مان لو۔ کہا اس کا

اس کا چہرہ دکھانے آیا تھا
قرب کی راہ بتانے آیا تھا
بس یہ نکتہ سمجھانے آیا تھا
رحم کھا کر بچانے آیا تھا
اس کی باتیں سنانے آیا تھا
قیدیوں کو چھڑانے آیا تھا
وہ جہاں کو سنانے آیا تھا
بھائیوں کی بنانے آیا تھا
وہ مکرم بتانے آیا تھا
پھر نہ کہنا بچانے آیا تھا

بیعت مامور

کشش حسن نے کیا بے تاب
ان کے کوچے میں ایک مست ازل
یار روٹھا ہوا تھا مدت سے
جان کی پروا۔ نہ کرکے۔ پروانہ
پاس نقدِ عمل نہ تھا اس کے

عشق حسرت مٹانے آیا تھا
حشر سر پر اٹھانے آیا تھا
وہ تو اس کو منانے آیا تھا
شمع جاناں جلانے آیا تھا
مفت سودا چکانے آیا تھا

اکمل آشفتہ سر سے پوچھو تو
شور ہی کیا مچانے آیا تھا؟

نکاح محمد اکرم محمود صاحب ساکن پسرور کا نکاح بعوض مبلغ چار سو روپیہ مہر پر صفیہ بیگم دختر ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب لگے زئی ۳۰ دسمبر ۳۹ء کو مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔

ولادت محمد امیر صاحب احمدی بھاکا بھٹیاں کو خدا تعالٰے نے ۸ دسمبر ۳۹ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محمد کمال نام رکھا۔ خدا تعالٰے عمر دراز کرے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

دعائے صحت منشی محمد نذیر صاحب احمدی نائب مدرس چوڑا سکھ عرصہ ۱۲ سال سے درد دل کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

دعا کامیابی امتحان کیلئے نونہالان جماعت سید محمود احمد صاحب علیگڑھ میں الیف۔ اے کا اور سید مسعود احمد صاحب رام پور میں انٹرنس کا اور ظہور احمد صاحب سکھیکی ضلع گوجرانوالہ میں مڈل کا امتحان دینے والے ہیں۔ احباب تینوں کی کامیابی کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُندر اُپدیش

یعنی

ہندو جاتی کے نام ایک مختصر سا پریم بھرا پیغام

(چونکہ ۳ مارچ کو یوم التبلیغ ہے۔ اور جگہ بجگہ غیر مسلموں میں احمدیوں کی طرف سے حق کا پرچار کیا جائے گا۔ اسلیئے خاکسار بھی اخبار "فاروق" کے ذریعہ یہ مختصر سا پریم بھرا پیغام ہندو سجنوں تک پہنچاتا ہے۔ - مجاہد)

سہ

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اے ہردوار۔ بنارس۔ بندرابن۔ دوارکا متھرا وغیرہ ہندو بستیوں کے باسیو۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ اُس سمے جبکہ اندھکار ہی اندھکار تھا۔ اور سنسار والے دھرم کو چھوڑ ادھرم کے پجاری بن گئے تھے۔

پریم پتا پرماتما نے اپنی صفات دیالو اور کرپالو کے مطابق پاپ کے ناش اور ستیہ کی رکھشا کے لئے واش دیو کے بیٹے حضرت کرشن جی مہاراج کو سرزمین متھرا سے وتیت کیا۔ تا وہ ست کی ناؤ کو جو کہ اس وقت پاپوں کے سیلابِ عظیم میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ تباہی کے گھاٹ سے نجات دلا کر شانتی کے ساحل پر لے آئیں۔

ہندو سجنو! تم میں سے بہتوں نے ہندو دھرم کی تواریخ کا بھی بغور مطالعہ کیا ہوگا۔ جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت کرشن علیہ السلام کے زمانہ میں کنس جیسے پاپی منش کس طرح آپ کی مخالفت پر تل گئے تھے۔ مگر اس ست بھگت نے اس پربھو کی جس کے بھید نیارے ہیں۔ عطا کردہ شکتی سے ایسے دشمن حق لوگوں کا بشرام گھاٹ پر الیا ناش کیا۔ کہ آج تک ہندو جاتی اس قصۂ ماضی کو بھولی نہیں۔ بلکہ اسے جگہ بجگہ پیش کر کے اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ کہ حضرت کرشن جی مہاراج بھی پرماتما ہی کے صادق بھگت تھے۔ تبھی ہی تو پرماتما نے اپنی زبردست شکتی سے ہر میدان میں انہیں غالب کیا۔

ہاں پیارے سجنو! میرے من میں بھی کرشن جی کی عزت جاگزیں ہے۔ اور میں ان کی بانسری کی مست کر دینے والی آواز کا بھی مداح ہوں۔ کیونکہ اس زمانہ کے کرشن ثانی مسیح قادیانی نے اپنے ماننے والوں کو یہی پوتر اپدیش دیا ہے۔ کہ تم دیگر دھرموں کے رشیوں۔ منیوں اور اوتاروں کو اپنا ہی بزرگ اور واجب العزت قرار دو۔ اسی پوتر تعلیم کے مطابق میرا دل کرشن کی عظمت اور بزرگی کا قائل ہے۔

بے شک گنگا اور جمنا کے پانیوں کو رامچندر اور کرشن علیہ السلام کے حق میں تو میرے کان مدح سرائی کرتے سنائی دیتے ہیں لیکن مجھے تم پر بار بار افسوس آتا ہے۔ کہ باوجود تم حضرت کرشن اور رام چندر جی مہاراج کی طرف منسوب ہونے کے عملاً تم ان کی نندیا کر رہے ہو۔ کیونکہ سورج پرستی اور مورتی پوجا جیسی گندی تعلیمیں ان ہر دو بزرگ ہستیوں نے نہیں دیں۔ یہ تم لوگوں کے اپنے من گھڑت عقائد ہیں۔ جنہیں راستی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

ہائے افسوس تم نے کس بھیانک اور مکتی سے دور راہ کو اختیار کیا۔ حضرت رام چندر جی اور حضرت کرشن جی مہاراج تو بھولے بھٹکوں اپنی ساری عمر میں ایک ہی پرماتما کی بھگتی کے بھجن گاتے رہے۔ مگر تم نے کلجگ کے زمانہ کی گردش کے ساتھ ساتھ اپنے بزرگوں کے پوتر اپدیشوں کو بھی باوجود اپنے روحانی آباؤ اجداد سے سن اور ہندو دھرم کی پرانی پستکوں سے پڑھ کر بھی بھلا دیا۔

سجنو! اب جبکہ تمہاری روحیں بے تابانہ لہجہ میں ست بھگت کی انتظار میں تھیں۔ جو انہیں شانتی کا پریم بھرا پیغام دے کر نہال کرتا۔ تو ایشور مہاراج نے تم پر اپنی دیا اور کرپا کی بارشیں نازل فرما کر بھارت کی زمین سے قادیان نامی مقدس نگری سے ایسے پوتر منش اپنے ست بھگت کرشن ثانی مسیح زماں کو کھڑا کیا۔ اے بھارت کے فرزندو! خوشی سے اچھلو۔ تمہارے اوتار کرشن کے بول صادق اترے۔ کیونکہ آج سے ہزاروں سال قبل کرشن جی مہاراج اپنی کتاب گیتا میں ارشاد فرما گئے ہوئے ہیں۔ کہ جب جب بھی دھرم کی جگہ ادھرم پھیلنا شروع ہوتا ہے۔ تب تب ہی پرماتما سنسار والوں کو اندھکار سے نکالنے اور مہاپاپ کی نیہ کو ڈبونے کے لئے کسی نہ کسی دیش سے اپنا کوئی بھگت کھڑا کر دیتا ہے۔

اے بھارت ورش! تو جس قدر بھی اس پر نازاں ہو۔ بجا ہے۔ کیونکہ سچائی کا سورج پرماتما نے تیری ہی دھرتی سے طلوع فرمایا۔ ہاں یہ تیری بدقسمتی ہوگی۔ اگر تو اسکی نورانی شعاؤں سے اپنے سیاہ من کو منور نہ کرے۔ سُن! ساری دنیا کا پیدا کرنے والا خدا اپنی اکاشی بانی سے اپنے ست بھگت کرشن ثانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو اطلاع دیتا ہے۔ کہ اب وہی منش میرے حقیقی منش ہوں گے۔ جو تیرے چرنوں میں آجائیں۔ اور عرب دیش کے مہارشی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی مقدس تعلیم اور نیموں کے آگے اپنا سیس جھکا دیں۔

ہندو مترو! اگر تم واقعی کرشن علیہ السلام کی محبت اپنے دلوں میں رکھتے ہو۔ تو مندرجہ بالا حضرت کرشن کا ارشاد تمہارے گوش گزار کرتے ہوئے تمہیں کہتا ہوں۔ کہ تم نہایت ادب و احترام سے سچائی کے پھولوں کا ہار اپنے گلے میں ڈال کر سچے دھرم اسلام کی شرن میں آجاؤ۔ اور مورتیوں کی پوجا چھوڑ کر ایک پرماتما کی اوپاسنا کے گیت گانے لگو۔ تا وہ تم پر اپنے فضلوں اور کرموں کی بارشیں نازل کرے۔ اور تمہارے دلوں کی پژمردہ کلیاں ازسرِ نو کھل کر سنسار والوں کو مہک پہنچائیں۔

پس مبارک ہے وہ جو شانتی کے گھر میں داخل ہو کر اپنی مکتی چاہتا ہے۔ کیونکہ ایسے منش پر ہی حضرت کرشن علیہ السلام کی روح خوش ہوتی اور اسے اپنی آغوشِ شفقت میں لے لیتی ہے۔ ہے پرماتما ہم نے تیرے ست بھگت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو صدق دل سے قبول کیا۔ اسلیئے ہماری تیرے حضور یہ پرارتھنا ہے۔ کہ تو ہندو جاتی کو بھی اپنے بھگت کے شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائیو

نئی زمین اور نیا آسمان

آج سے دور ایک بستیوں سے دور ویرانے میں بسنے والے نے ایک نظارہ دیکھا۔ کہ اس نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے۔ اور پھر کہا۔ کہ آؤ اب انسان پیدا کریں۔

ادھر اس مردِ خدا نے اپنی یہ خواب بیان کی اور ادھر علمائے ظواہر سنانِ تکفیر کی نوکوں کو تیز کرتے ہوئے اس پر پل پڑے۔ ان کی نگاہِ ظاہر بین دنیائے خواب کی گہرائیوں تک پہنچنے سے قاصر رہی۔ اور تمثیلی دنیا کے پرمعانی نظارے کی حقیقت ان کی نظر سے پوشیدہ۔

دراصل یہ لوگ یہودیوں کی پیروی میں ظاہر پرستی میں مبالغہ کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ ورنہ اس تمثیل میں کوئی قابل اعتراض بات نہ تھی۔ اور ایسی تمثیلیں لوگ اکثر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے مشہور ادبی رسالہ "ساقی" دہلی کی جنوری سنہ ۱۹۴۰ء (مطابق صلح سنہ ۱۳۱۹ ہش) کی اشاعت میں ایک مضمون "ترقی پسند ادب" میں "ادب اور انقلاب" کے سب ہیڈنگ کے نیچے ایک بالکل ایسی ہی تمثیل مرقوم ہے۔ جو کہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے:۔

"دنیا میں ایک قیامت آجاتی ہے۔ تا آنکہ انقلاب کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور "آفتاب تازہ" کی زندگی افشاں شعاعیں نئی امید اور نئی زندگی کا پیام دیتی ہیں۔ نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہوتا ہے اور نئے آدم کی تخلیق ہوتی ہے۔ تہذیب اور تمدن کے احیاء کے ساتھ ایک نیا ادب جنم لیتا ہے"۔ (صفحہ ۲۰)

(خاکسار صلاح الدین پلیڈر فاضلکا)

احباب نوٹ کرلیں

بعض دوست غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اخبار کا چندہ اسی تاریخ سے شمار ہوتا ہے۔ جس تاریخ کو وہ چندہ ادا کرتے ہیں۔ خواہ وہ اجراءِ اخبار سے چار چھ ماہ بعد ادا کریں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ چندہ جس تاریخ سے اخبار جاری ہوتا ہے۔ اسی وقت سے واجب ہوتا ہے۔ نہ کہ جب چندہ وصول ہوتا ہے۔ اس وقت سے شمار کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے:۔

(مینیجر فاروق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۰ء | نمبر ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے رحم اور فضل کے ساتھ

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی خود ساختہ شریعت کے خانہ ساز مباہلہ کا جواب

(۲)

ناظرین فاروق کو یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے میرے اس چیلنج مباہلہ کو جو میں نے مصلح موعود والی پیشگوئی کے متعلق ان کو دیا تھا۔ پیغامی گڑھے کے نوزائیدہ پرچہ ننگ اسلام میں خلاف شریعت[1] خلاف قرآن[2]۔ خلاف اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[3]۔ خلاف مسیح موعود علیہ السلام[4] اور جزئی اختلاف[5] بتا کر شریعت سے کھلا کھلا تمسخر فرما کر گریز کا راستہ نکالا تھا۔ مگر پھر اسی پرچہ میں شیخ صاحب نے اسی خلاف شریعت اور جزئی اختلاف والے مباہلہ کو ایک نہایت ہی نامعقول شرط کے ساتھ منظور کر کے اپنی اختلاف بیانی کا بیّن ثبوت دیا۔ جس کو میں فاروق کی گذشتہ اشاعت میں نہایت تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں۔ آج کی اشاعت میں حسب وعدہ میں مصری صاحب کے اس کھسیانے پن کا جواب بحولہٖ وقوتہٖ عرض کرتا ہوں۔ جس کو انہوں نے اپنے زعم باطل میں ایسا تیر سمجھا ہے۔ جس سے خاکسار ایڈیٹر فاروق مرعوب ہو کر مصری صاحب کے آگے ہتھیار ڈال دے گا۔ مگر انشاء اللہ العزیز شیخ مصری کو ان کے اس کھمبہ نوچنے کی حقیقت ایسی واضح ہو جائے گی۔ کہ شرم والے ہوں گے تو پھر ایسی بیہودگی کی جرأت نہ کریں گے۔

کبڑی بڑھیا اصل جواب سے پہلے میں مصری صاحب کو وہ مشہور حکایت سُنا دوں۔ جو ایک کُبڑی بُڑھیا کی زبان زد خلائق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک بڑھیا کی پیٹھ کبڑی ہو گئی۔ لڑکے اسکو مذاق کرتے تھے۔ جس سے وہ کھسیانی ہو کر گالی گلوچ دیتی تھی۔ آخر ایک دن اس کو کسی نے پوچھا۔ کہ مائی تُو کیوں اتنا چلاتی ہے۔ کیا تو چاہتی ہے۔ کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے۔ یا یہ چاہتی ہے۔ کہ دوسروں کی بھی تیری طرح کُبڑی ہو جائے۔ تو بدقسمت بڑھیا نے جواب دیا۔ کہ میں ہرگز نہیں چاہتی۔ کہ میری کمر سیدھی ہو جائے۔ میں تو یہ چاہتی ہوں۔ کہ خدا کرے۔ سب کی کمر میری طرح کُبڑی ہی ہو جائے۔ تاکہ لوگ ان کو بھی مذاق کیا کریں۔ بعینہٖ یہی حالت میرے چیلنج مباہلہ کے جواب میں مصری صاحب کی ہو گئی ہے۔ کہ وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ ان کا کُبڑا پن دُور ہو جائے۔ ان کی تمنّا یہ ہے۔ کہ دوسرے بھی ان کی طرح کُبڑے ہو جائیں۔ جب مصری صاحب ننگ اسلام یکم فروری میں میرے چیلنج مباہلہ سے جان بچانے کی بے سود کوشش کے بعد یہ جان گئے۔ کہ ان کی کُبڑی پیٹھ تو سیدھی ہونی ناممکن ہے۔ چلو کوشش کرو۔ کہ ایڈیٹر فاروق (قاسم علی) کی کمر بھی کُبڑی ہو جائے۔ تو ہمہ یاراں دوزخ والی ضرب المثل کے مطابق شیخ صاحب کو چین آ جائے گا۔ کھسیانے ہو کر ایک مجہول مباہلہ کی مجھے دعوت دے بیٹھے۔ چنانچہ آپ میرے چیلنج مباہلہ سے جان چھڑاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

"یہ نہیں کہ میں میر قاسم علی صاحب کے ساتھ مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں۔ یا گھبراتا ہوں۔ میں آگے چل کر جناب میر صاحب کو مباہلہ کا صحیح اسلامی طریق تبلاؤں گا۔ جس پر اگر وہ تیار ہوئے۔ تو ان کا شوق مباہلہ بھی پورا ہو جائے گا۔" (ننگ اسلام صہ۸)

پیارے ناظرین! المکذب امرتسری مولوی ثناء اللہ کو جب ایڈیٹر صاحب الحکم نے ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عدم صداقت پر قسم کھانے کی دعوت دی۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی ثناء اللہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کو اکسایا۔ تو اس سُرخ موت کے خوف سے امرتسری ملاں بھی شیخ صاحب کی طرح بڑے ہیر پھیر کر کے مباہلہ کو ٹالتا چلا گیا۔ مگر اپنی بُزدلی اور بے ایمانی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ لکھتا رہا۔ کہ

"یہ نہیں کہ میں (مرزا صاحب) سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں۔ بلکہ مرزا صاحب کو راستگوئی کا سبق دیتا ہوں۔" (اہلحدیث ۱۹ اپریل سنہ)

الحمدللہ۔ کہ شیخ مصری نے بھی میرے مقابلہ میں ثنائی نمونہ دکھایا۔ اور باوجود اس اقرار کے جو اسی پرچہ میں آپ نے میرے متعلق کیا ہے۔ کہ

"خود میر قاسم علی صاحب بھی مباہلہ کے متعلق اسلامی تعلیم سے خوب واقف ہیں۔"

"حافظہ نہ باشد" والی ضرب المثل کے مصداق بنکر پھر لکھدیا۔ کہ "میں آگے چل کر میر صاحب کو مباہلہ کا صحیح اسلامی طریق بتلاؤنگا۔" کیا اس اختلاف بیانی سے یہ سمجھنا مشکل ہے۔ کہ شیخ صاحب کے جو اس چیلنج مباہلہ کو پڑھ کر رفوچکر ہو گئے ہیں۔ ورنہ ایک ہی مضمون میں دو متضاد باتوں کا لکھنا کیا صحیح العقل ہونے کی نشانی ہے۔ ہرگز نہیں۔ آگے شیخ صاحب کی وہ دعوت مباہلہ ملاحظہ فرمائیے۔ جس کی صفت آپ نے یہ فرمائی ہے۔ کہ

"اگر میرے اس طریق کو انہوں (میر صاحب) نے اختیار کر لیا۔ تو ان کا شوق مباہلہ بھی پورا ہو جائے گا۔ اور ان کا مباہلہ بھی شرعی مباہلہ کہلانے کا مستحق ہو گا۔"

آپ کا اس دو سطری فقرہ سے یہ مطلب ہے۔ کہ شیخ صاحب جو "صحیح اسلامی طریق مباہلہ کا" پیش کرنے والے ہیں۔ اس کو اگر اس خاکسار نے جو "خود مباہلہ کے متعلق اسلامی تعلیم سے خوب واقف ہے۔" اختیار کر لیا۔ تو پھر میرا وہ چیلنج مباہلہ جو ان کو ۲۱ جنوری سنہ ء کے فاروق میں مصلح موعود والی پیشگوئی کے متعلق دے چکا ہوں۔ "شرعی مباہلہ کہلانے کا مستحق ہو جائے گا۔"

حالانکہ اسی مضمون میں جو میرے مباہلہ کے جواب میں آپ نے لکھا ہے۔ شیخ صاحب پھر اس چیلنج مباہلہ کو جس کو خلاف شریعت لکھتے لکھتے آپ کا قلم گھس گیا۔ اس شرط کے ساتھ شرعی مباہلہ قرار دے چکے ہیں۔ کہ اگر "خلیفہ صاحب مکرم اور جماعت یہ اقرار شائع کر دے۔ کہ اگر مباہلہ کے نتیجہ میں ایک سال کے اندر میر قاسم علی صاحب پر موت وارد ہو گئی۔ تو خلیفہ صاحب مکرم خلافت سے اور جماعت ان سے علیحدہ ہو جائیگی۔ تو میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔" مگر اب اس بیہودہ شرط کو ناممکن الوقوع سمجھ کر علامہ مصری فرماتے ہیں۔ کہ "انہیں ان کے شوق مباہلہ کو پورا کرنے کا موقعہ دینے کے لئے ایک ایسی راہ بتلاتا ہوں۔ جس پر چل کر نہ تو انہیں کسی سے تصدیق لانی پڑے گی۔ اور نہ ہی احکام شریعت کو توڑنے کی ضرورت پیش آئے گی۔"

میں شیخ صاحب کا مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ایک تکلیف مالایطاق سے بچا کر اور احکام شریعت کو توڑنے سے ہٹا کر نہایت ہی "صحیح اسلامی طریق مباہلہ کا" بتلانا چاہا ہے۔ جس کی حقیقت آگے چل کر خوب واضح ہو جائیگی۔ کہ یہ طریق اسلامی مباہلہ کا ہے یا مصری و پیغامی مباہلہ کا۔ جیسا کہ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ

"پہلے سے اخباروں میں اعلان کر کے قادیان میں یا اگر حکام قادیان میں اجازت نہ دیں۔ تو (مصری صاحب کی تخت گاہ یا جائے پناہ) لاہور میں کسی وسیع میدان میں جماعت کو جمع کیا جائے۔ (ناظرین سُنتے جایئے۔ یہ صحیح اسلامی طریق مباہلہ کا شیخ صاحب خیر سے تبلانے لگے ہیں) احباب جماعت کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شریک ہونا چاہیں۔ تو ہو جائیں۔"

یہاں تک تو شیخ صاحب نے صحیح اسلامی طریق مباہلہ کا پہلا حصہ یہ تبایا ہے۔ کہ (۱) اخباروں میں پہلے اعلان کیا جائے۔ کہ ہزار ہا روپیہ صرف کر کے بیرونی و اندرونی جماعت ہائے احمدیہ کے افراد قادیان میں جمع ہوں۔ (۲) اگر قادیان میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکام مانع ہوں۔ تو پھر لاہور میں حاضر ہو جائیں۔ (۳) پھر لاہور میں بھی کسی وسیع میدان میں جس کو شیخ صاحب پھر بتائیں گے۔ اکٹھے ہوں۔ (۴) احمدیہ جماعت کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شریک ہونا چاہیں۔ تو ہو جائیں۔ یہ سب انتظام جب ہو چکے۔ تو پھر کیا ہو گا۔ وہ سنئے۔

"اس مجمع کے سامنے میں (شیخ مصری) دو باتیں بیان کروں گا۔ جو جناب خلیفہ صاحب مکرم کے متعلق جناب میر قاسم علی صاحب نے مجھ (مصری) سے اور برادر مکرم فخرالدین صاحب شہید (علیہ ما علیہ) سے بیان کی ہوئی ہیں۔ جو اگر وہ نہ بتاتے۔ تو ہمیں غالباً ان کا علم کسی اور طریق سے ہرگز نہ ہوتا۔ ان باتوں کو (مصری سے) سنکر اگر جناب میر قاسم علی صاحب نے تسلیم کر لیا۔ کہ خاکسار (مصری) کی بیان کردہ باتیں درست ہیں۔ اور فی الحقیقت انہوں نے دو باتیں بیان کی ہیں۔ تو پھر میں (مصری)، جماعت کے سامنے یہ سوال رکھوں گا۔ کہ وہ شخص جس کے منہ سے جناب خلیفہ صاحب مکرم کے متعلق یہ باتیں نکلی ہوئی ہیں۔ کیا اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ جناب خلیفہ صاحب مکرم کی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونے کے بارہ میں مباہلہ کیا جائے۔ اگر تو جماعت نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ ان باتوں کو دل میں رکھنے والا ہرگز مخلص نہیں ہو سکتا۔ تو مباہلہ کی ضرورت ہی نہ رہے گی"۔ (اور شیخصاحب جان بچی اور لاکھوں پائے شکر کرو تم بی بیو گھر جیتے آئے کہتے ہوئے جان چھڑا کر گھر آ جائیں گے)

یعنی اس "صحیح اسلامی طریق مباہلہ" کا افتتاح جناب شیخ صاحب مصری اس طرح فرمائیں گے۔ کہ میر قاسم علی نے جو کسی وقت شیخ صاحب اور ان کے "قوت بازو لیکھرام ثانی فخرالدین آنجہانی (علیہ ما علیہ) کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق کچھ ایسی خطرناک اور خفیہ باتیں جن کا علم بجز میر صاحب کسی اور طریق سے شیخ صاحب کو حاصل ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ بیان کی ہیں۔ ان کو وہ اس مجمع کثیر میں سنا کر مجھ سے پوچھیں گے۔ کہ کیوں میر صاحب آپ نے یہ باتیں کہی تھیں یا نہیں (اور میر) صاحب نے شیخ صاحب کے حضور اقرار کر (لیا کہ ہاں) حضور لامع النور یہ سب باتیں میں نے کہی ہیں۔ اور درست ہیں۔ تو پھر مصری صاحب جماعت احمدیہ حاضر الوقت سے یہ فتویٰ پوچھینگے۔

کہ جس شخص نے خلیفہ صاحب مکرم کے بارے میں ایسی باتیں کہی ہوں۔ کیا وہ مخلص ہو سکتا ہے اور اس سے مصلح موعود والی پیشگوئی کے متعلق مباہلہ کر لینا چاہیئے۔ پھر شیخ صاحب کے اس استفسار کے جواب میں اگر جماعت نے یہ فتوےٰ دیا۔ کہ ایسی باتیں کہنے والا ہرگز مخلص نہیں ہو سکتا۔ تو پھر مباہلہ کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ یہ ہے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا وہ بہت بڑا پتھر جس کو اٹھانا تو کیا ہلانا بھی خاکسار قاسم کے لئے ان کے خیال میں مشکل ہے۔ لیکن جناب مصری صاحب نے جس کو پہاڑ یا بڑا بھاری پتھر سمجھا ہے۔ وہ میرے نزدیک تو خدا کے فضل سے ایک تنکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ ذرا شیخ صاحب کان کھول کر سُن لیں۔ ~~

آئی بلا بغیر ہلاکت نہ ٹل سکے
مصری تو میرے پنجہ سے کیونکر نکل سکے
تُو نے تو کی بہت ہیں جفا کاریاں مگر
میرے بھی اب تلک نہ تھے ارماں نکل سکے
بہتوں کو قعر کفر میں تُو نے گرا دیا
اب تو گریگا ایسا نہ گر کر سنبھل سکے
پتھر اڑاؤں ایسا میں مصری کی راہ میں
لاکھوں جتن کرے نہ مگر وہ پھسل سکے
ہشیار رہو کہ آج میں کرتا ہوں اپنا وار
لاتا ہوں وہ بلا کہ جو آکر نہ ٹل سکے
تھوڑی سی دیر رہتی ہے اب دیکھتا ہے کیا
وہ بیڑیاں پڑیں گی قدم بھر نہ چل سکے
قاسم علی ہوں فضل خدا سے ہوں احمدی
وہ لقمہ میں نہیں ہے جسے مصری نگل سکے

یا شیخ! آپ نے جب جماعت کے سامنے یہ سوال رکھا۔ کہ کیا ایسا شخص بھی جس کے منہ سے مصری کی بیان کردہ باتیں سُنی گئی ہیں۔ مخلص ہو سکتا ہے۔ تو جماعت احمدیہ جو کوئی بے علم اور ایسی سادہ لوح جماعت نہیں ہے۔ جو بلہا کی مصداق ہو۔ وہ خدا کے فضل سے پابند شریعت قرآن و حدیث فقہ احمدیہ سے واقف مومنوں۔ عقلاء اور علماء کی جماعت ہے۔ وہ آپ کی روایت پر کس طرح اعتبار کر لیگی۔ جبکہ قرآن شریف میں اس نے واضح الفاظ میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ کہ "یاایہا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الخ یعنی اے ایمان والو۔ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کسی خبر کو بیان کرے۔ تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اس حکم الہٰی کے ہوتے ہوئے جب آپ ان کے سامنے اپنی روایات بیان کریں گے۔ تو وہ کس طرح

آپ کی بات پر یقین کر کے فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین کے مصداق بن سکتے ہیں۔ وہ تو جناب والا سے پہلے آپ کے شاہد عادل اور مخلص مومن ہونے کا ثبوت طلب کریں گے۔ اور یہ تو آپ کو مسلم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ آنجناب کو پکا فاسق سمجھتی ہے۔ پھر بھلا فاسق کی خبر بھی کوئی مومن بلا تحقیق مان سکتا ہے؟ خصوصاً ایسے شخص کی روایت کی تصدیق کر کے جس نے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ اور مبشر موعود مصلح موعود پر ایسے بہتان عظیم لگائے ہوں۔ جس کے متعلق پہلی ہدایت خدا تعالےٰ نے یہ فرمائی ہے۔ کہ لا تقبلوا لھم شھادۃ ابداً۔ کہ اسکی گواہی کبھی نہ قبول کرنا۔ آپ کی باتوں پر یقین کر سکتی ہے۔ اور جو شخص ایسی عظیم الشان ہستی پر افتراء کر کے افک مبین کا مرتکب ہو چکا ہو اسکو بھلا قاسم علی جیسے ناچیز انسان پر افتراء کرنے میں کونسا تقوےٰ مانع ہے۔

مکرم شیخصاحب آپ کو تو جماعت احمدیہ کبرہٗ منہم مانکر عذاب عظیم کا مستحق جانتی ہے۔ آپ ہیں کس خیال میں۔ خدا تعالےٰ تو آپ کے حق میں فرماتا ہے۔ فاذ لم یاتوا بالشھداء فاولٰئک عند اللہ ھم الکاذبون۔ کیا رجسٹرڈ کاذب کی بات بھی کوئی صالح مومن سنکر یقین کر سکتا ہے؟ پس پہلے آپ وہ قابلیت تو پیدا کر لیں۔ جس کی بناء پر آپ گروہ مومنین و غلامان امام المتقین کو اپنی روایات منوانے اور صحیح سمجھنے کے لئے قائل کر سکیں۔

جب آپ اس پتھر کو جو قاسم علی نے آپ کی پیٹھ پر لادا ہے۔ اتار پھینکیں گے۔ تو پھر آپ کا مباہل "جناب میر قاسم علی صاحب" اس مجمع کثیر سے آپ کے الفاظ میں ہی یہ سوال کرے گا۔ کہ اے گروہ مومنین۔ جو شخص امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی حضرت فضل عمر۔ اولوالعزم۔ بشیر ثانی۔ خدا کے محمود مصلح موعود۔ لاکھوں صالحین۔ متقین۔ علماء و صلحاء و عقلاء کے پیشوا اور امام کے متعلق افک مبین اور بہتان عظیم کا مرتکب ہو کر لعنوا فی الدنیا والاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم کا مستحق بن چکا ہے۔ کیا اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ اسکی بات کو سچا مان کر جس کے متعلق لا تقبلوا لھم شھادۃ ابداً کی ہدایت ہے۔ تسلیم کر لیا جائے اگر تو جماعت مومنین نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ ایسا مفتری جو افک مبین کا مجرم ہے۔ ہرگز مومن اور ثقہ راوی نہیں ہو سکتا۔ اور اسکی کوئی بات اور روایت سچی نہیں۔ تو آپ کو اس سارے مجمع کثیر کے وہ مصارف جو خرچ کر کے وہ آپ کے مقررہ مقام تک پہنچے ہیں۔ ادا کرنے ہوں گے۔ جس کا آپ پہلے سے انتظام کر لیں۔ اور بنک میں جمع کرا دیں۔ اور اگر فیصلہ آپ کے حق میں دیا۔ تو میں آپ کا اور آپ کے ان ساتھیوں کا جو وہاں حاضر ہوں گے۔ تمام خرچ آمد و رفت ادا کروں گا۔ سمجھے ہو شیخ جی۔ ٹھیک ہے یا نہیں؟

جماعت احمدیہ کے اس فیصلہ کے بعد بھی جو آپ کے خلاف ہو چکا ہو گا۔ آپ اس بات پر مصر ہوں گے۔ کہ نہیں یہ باتیں میر قاسم علی نے مجھ سے کہی ہیں۔ تو پھر یہ آپ کا خدمتگذار آپ سے مخاطب ہو کر پوچھے گا۔ کہ

(۱) شیخ جی بتاؤ تو سہی۔ کہ یہ باتیں میں نے آپ سے آپ کے خارج از جماعت ہونے سے پہلے کہی تھیں یا بعد میں۔ (۲) اگر پہلے سنائی تھیں تو اس وقت آپ خلیفہ صاحب مکرم کے مخلص مرید تھے یا منافق (۳) اگر مخلص مرید تھے۔ تو اسی وقت آپ نے ان باتوں کو خلیفہ صاحب مکرم کے حضور کیوں نہ پہنچا دیا۔ (۴) نیز اگر آپ اس وقت مخلص تھے۔ تو میری باتوں کو سنکر آپ کے اندر یہ فاسد مادہ نفاق کا پیدا ہوا تھا یا اس سے پہلے ڈاکٹر فضل دین والی چوری کے سلسلہ میں اور شیخ احسان علی و عبدالرحمٰن کے لڑکیوں اور عورتوں پر گندے الزامات سن کر آپ ازخود رفتہ ہو گئے تھے؟ قائم الحواس ہو کر جواب دینا۔

(۵) اور اگر آپ اس وقت جبکہ میں نے آپ سے یہ راز کی باتیں بیان کی تھیں۔ منافقانہ زندگی میں تھے۔ تو ان باتوں سے کتنے عرصہ بعد آپ نے اپنے نفاق کا کھلم کھلا اظہار کیا تھا؟

(۶) جماعت سے خارج ہونے کے بعد سے لے کر آج تک آپ نے ان باتوں کا کیوں اظہار نہیں کیا۔ اور کس شرعی دلیل اور قرآنی حکم کے ماتحت آج تک آپ اسکو چھپاتے رہے؟

(۷) آپ کے اخراج از جماعت کے بعد جب میں نے آپ کے اور آپ کے شہید ملتانی کے خلاف مسجد نور میں تقریر کی تھی۔ جس کا آپ کو بخوبی علم ہو گیا تھا۔ اس وقت ہی آپ نے اس انتقامی جذبہ کا کیوں اظہار نہ کیا۔ (۸) کیا اتنے لمبے عرصہ تک آپ کا ان باتوں کو مخفی رکھنا اور آج آ کر ان کا اظہار کرنا یہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ آپ میرے

بقیہ ملاحظہ ہو صلا کالم ۳ پر

عیسائی مشن!

کیا قرآن مجید کتب مقدسہ کا خوشہ چین ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ تورات موسوی تورات نہیں
بلکہ
قدیم نوشتوں سے ماخوذ ہے

(۳)

گذشتہ تبصرہ کے بعد ہم تورات کے ینابیع اور ماخذات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لیکن پیشتر ازیں یہ بتلانا انسب ہے۔ کہ جب عیسائی محققین کو یہ جائز ہے۔ کہ بعض قرآنی تعلیمات و واقعات اور سابقہ کتب مقدسہ میں معمولی تطابق ثابت کرکے سرقہ کا ناپاک اتہام عائد کردیں۔ تو کیا ہمیں حق حاصل نہیں۔ کیا ہمارے لئے یہ روا نہیں۔ کہ ہم بائبل کو اسی نقطہ نگاہ سے دیکھیں۔ اور اسی نظریہ اخذ سے جانچیں۔ جو قرآن مجید کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ لیکن ہم اس خام نظری اور کوتاہ بینی سے بے کنار رہتے ہوئے واقعات و حقائق کی روشنی میں ثابت کریں گے۔ کہ تورات کے چشمے کون کونسے ہیں؟ ہاں الزامی جواب کی صورت میں یہ دکھلائیں گے۔ کہ عہد جدید اور عہد عتیق کی تعلیمات آپس میں مشابہ ہیں۔ اسلئے اخذ و اقتباس کا الزام اول تو انجیل پر عاید ہونا چاہیئے نہ قرآن پر۔ جس میں انسانی عنصر نہیں۔ بلکہ ربانی الہام اس مقدس کتاب کا سرچشمہ ہے۔ لیکن اناجیل متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا ہر چہار اصحاب کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ اندریں حالات قرآن کو انسانی افترا بتانے والوں کو شرم کرنی چاہیئے۔

محققین یورپ کی طرف سے بائبل کے متعلق حیرت انگیز انکشافات ہو رہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہرگز نہیں۔ بے شک تورات لکھنے کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے دیا۔ "چنانچہ آپ نے بعض شریعتوں اور بڑے بڑے واقعات کے بعض بیان خود قلمبند کئے" دیباچہ بائیبل۔ لیکن یہ وہ تورات نہیں۔ جو اس وقت پانچ کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔ بلکہ موجودہ تورات مذکورہ مختصر مصالحہ کو لے کر اور دیگر قدیم نوشتوں سے اقتباس کرکے جمع کی گئی۔ یہ دعویٰ تشنۂ دلائل نہیں۔ بلکہ اپنے ساتھ وزنی براہین رکھتا ہے۔

چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے میں (ا) پادری جے۔ آر۔ ڈمیلو صاحب کی مشہور معروف انگریزی تفسیر بائبل کا دیباچہ پیش کرتا ہوں۔ جس محققانہ دیباچہ کو پادری جے علی بخش صاحب نے اردو لباس پہنایا۔ کرسچن نالج سوسائٹی لاہور نے زیور طبع سے مرصع کیا۔ اور اسی نام سے شائع کیا۔ "بائیبل کی کتابوں کا دیباچہ اور ان کے مضامین" اس دیباچہ میں فاضل مصنف نے وہ سب کچھ بدلائل ثابت کیا۔ جس کا ملخص مسطورہ بالا سطور میں پیش کیا گیا ہے۔ (ب) دوسری محققانہ کتاب اس ثبوت کے لئے "بائیبل کا الہام" پیش کی جاتی ہے۔ مصنفہ ڈاکٹر پیٹرسن سمائتھ صاحب۔ شائع کردہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور

موجودہ تورات موسوی تورات نہیں

ثانی الذکر ڈاکٹر پیٹرسن سمائتھ صاحب رقمطراز ہیں۔ "تورات یعنی موسیٰ کی پانچ کتابوں کے متعلق یہودی ہمیشہ سے یہ اعتقاد رکھتے آئے ہیں۔ کہ وہ عہد عتیق کے دیگر جملہ صحیفوں سے زیادہ مقدس اور قابل تعظیم ہے۔ اور وہ کبھی یہ جرأت نہیں کرتے تھے۔ کہ اسکی نسبت کسی قسم کی نکتہ چینی کو دخل دیں۔ کبھی کسی شخص کے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا ہوگا۔ کہ اس کے متعلق اس قسم کے سوال اٹھائے۔ کہ اس کا مصنف کون ہے۔ اور وہ کب اور کس طرح سے تالیف و تصنیف ہوئی۔ عموماً یہ اعتقاد تھا۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے اسکو اس صورت میں جس میں وہ اب موجود ہے۔ لکھا تھا۔ مگر تو بھی بعض اشخاص کو یہ عجیب معلوم ہؤا کرتا تھا۔ کہ اسی کتاب میں موسیٰ کی وفات کا حال بھی درج ہے۔ اور اس کے حق میں اس قسم کے کلمات لکھے ہیں۔ کہ وہ یعنی موسیٰ "سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا"۔ اور "اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا۔" اور "آج کے دن تک کوئی اسکی قبر کو نہیں جانتا۔" نیز یہ کہ اثنائے تحریر میں لکھنے والا ہمیشہ اس گذشتہ زمانے کی طرف اشارہ کرتا رہتا ہے۔ "جبکہ بنی اسرائیل بیابان میں تھے"۔ اور "کنعانی ملک میں تھے۔" اور مشرقی ممالک کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ہمیشہ "یردن کے اس پار" بتاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ مصنف فلسطین کے ملک میں یردن کے مغربی علاقہ میں رہتا تھا۔ اور جغرافیہ کے متعلق کسی سوال کو حل کرتے ہوئے وہ گویا بطور سند کے ایک قدیمی کتاب یعنی "یہوواہ کے جنگ نامہ" سے نقل کرتا ہے۔ جو کسی طرح موسےٰ کے زمانہ سے پہلے کی نہیں ہوسکتی۔ اور اس قسم کی دیگر مشکلات بھی نظر آتی ہیں۔" بائیبل کا الہام صفحہ ۱۹۰

علیٰ ہذا القیاس پادری جے آر ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں۔ "زیادہ گہری تحقیق پر یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ تورات میں بعض ایسے امور ملتے ہیں۔ جن کو ہم اس روایتی یقین کے مطابق نہیں پاتے کہ موجودہ صورت میں یہ کتاب موسیٰ کی تصنیف ہے۔ مثلاً ہم یہ بلا غلطی کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ (۱) موسیٰ کی موت کا بیان (استثنا ۳۴ باب) موسیٰ نے قلمبند نہیں کیا۔ (۲) استثنا ایک باب کا بیان کہ موسیٰ نے یہ باتیں "یردن کے پار بیابان میں ..... کہیں" (اسی ذیل میں شامل ہے) کیونکہ یہ ایسے شخص کا بیان ہے۔ جو کنعان میں رہتا ہوگا۔ جہاں موسیٰ کبھی نہیں رہا۔ (۳) اور جب ہم یہ پڑھتے ہیں۔ "کہ اس وقت ملک میں کنعانی تھے۔ پیدائش $\frac{12}{6}$ $\frac{13}{7}$ اور یہ کہ بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے۔ پیشتر اس کے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہوا ہو۔ پیدائش $\frac{36}{31}$ تو یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ پہلی صورت میں متکلم کنعان کی فتح کے بعد زندہ تھا۔ اور دوسری صورت میں اسرائیل میں بادشاہت قائم ہونے کے بعد (لیکن موسیٰ اس سے قبل فوت ہو چکا تھا) (۴) علاوہ ازیں پیدائش $\frac{14}{14}$ اور استثنار ۳۴ باب میں "دان" کا ذکر آیا ہے۔ لیکن اس علاقہ کا یہ نام اس وقت تک نہ ہؤا۔ جب تک کہ دانیوں نے موسیٰ کی وفات سے بہت دیر بعد اس علاقہ کو فتح نہ کرلیا۔ (یشوع $\frac{19}{47}$ قاضیوں $\frac{18}{29}$ پڑھو) (۵) پھر گنتی $\frac{21}{14-15}$ میں ایک قدیم کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ "خداوند کا جنگنامہ" یہ ظاہر ہے۔ کہ ایسی کتاب موسیٰ کے زمانہ کی پیشتر کی نہیں ہوسکتی۔" دیباچہ بائیبل صفحہ ۵۰-۵۱

اس تحقیق سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ موجودہ تورات موسوی تورات نہیں۔

موجودہ تورات کیونکر تصنیف ہوئی

پادری صاحب لکھتے ہیں:۔ "احتیاط کے ساتھ تحقیقات کرنے پر بعض علماء کو یہ یقین ہوگیا۔ کہ موسیٰ کی تورات اس تورات کا بے ڈھنگا سا مصالحہ یا اس مصالحہ کا جزو تھی۔ اور کہ موجودہ صورت میں یہ ایک آدمی کا کام نہ تھا۔ بلکہ پہلے سے موجودہ تحریرات یعنی قدیم نوشتوں سے تالیف ہوئی۔" دیباچہ بائیبل صفحہ ۵۱۔ "موسیٰ کی تحریرات تو فقط بطور مصالحہ یا مصالحہ کا ایک حصہ تھیں۔ جن کی مدد سے ان کے اصلی مصنف یا اڈیٹر نے موجودہ "پانچ صحیفے" جو حضرت موسیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ تیار کرلئے۔" "بائیبل کا الہام" صفحہ ۱۹۰۔

تورات میں قدیم نوشتوں کے آثار

اس یقین کی مفصلہ ذیل وجوہات ہیں۔ کہ تورات ایک شخص کی اصلی تصنیف نہیں۔ بلکہ پہلے سے موجودہ تحریرات سے تالیف ہوئی۔ اول۔ تاریخی حصوں میں کبھی ایک ہی واقعہ کے دو بیان ملتے ہیں۔ جو تفصیل میں کبھی متفق بھی نہیں ہوئے۔ اور کبھی دو بیان ساتھ ہی ساتھ پائے جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہ ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہوگئے ہیں۔ اور بہت دفعہ ان کے فرق کو دور کرنے یا مطابق کرنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ مثلاً پیدائش کے دو الگ الگ بیان آتے ہیں۔ ایک تو پیدائش ۱ سے ۲: ۴ تک میں ہے۔ اور دوسرا ۲: ۴ سے ۵ تک میں۔ اسی طرح پیدائش ۶ سے ۹ تک بغور پڑھنے سے طوفانوں کے دو بیانات کا پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح خروج ۱۲ باب میں عید فسح کے ماننے کے متعلق دو قسم کی ہدایتوں کا ذکر ہؤا ہے۔

الخ۔ تو ا تا ۱۳ میں ہے۔ اور دوسرا ۲۱ تا ۲۷ تک ہیں...... نیز مقابلہ کرو۔ خروج ۳ :۱ تا ۶: ۲ تا ۷: ۱۳ جہاں دوسرے بیان نے پہلے بیان کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ بلکہ فرعون کی طرف رسالت کے قصہ کو نئے طور سے شروع کیا۔ گویا کہ ۳: ۱ سے ۶: ۱ تک کبھی موجود ہی نہ تھا۔

دوئم۔ ان کتابوں کے شرعی حصوں میں ظاہرا متضاد بیانات ملتے ہیں۔ اور یہ اختلاف چھوٹی یا خفیف تفصیلوں میں نہیں۔ بلکہ بڑے اصولی معاملات میں ہے۔

سوئم۔ تورات کے مختلف حصوں کے الفاظ اور طرز تحریر میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ دیکھئے استثنار کی کتاب دوسری کتابوں مثلاً احبار کی کتاب کی نسبت زیادہ بلاغت سے لکھی گئی۔ اور پڑھنے والا اسکی اعلےٰ اور پرجوش فصاحت کا لطف اٹھا سکتا ہے۔ پھر تورات کے ایک حصہ میں خدا الوہیم کہلاتا ہے۔ اور دیگر مقامات میں وہ یاھوا کہلاتا ہے۔ دیباچہ بائیبل صفحہ ۵۵۔ " علماء کے نزدیک اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ ساری تورات میں یہواہ نام والے اور الوہیم نام والے قدیم نسخے خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کئی مختلف شجرہ نسب ہیں۔ جو مصنف یا مرتب نے جوں کے توں اٹھا کر اپنی کتاب میں درج کر لئے۔...... اس امر کو اب قریبًا بائیبل کے تمام علماء تسلیم کر گئے ہیں۔ (" کہ تورات میں ایسے مسودے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جو موسےٰ کے زمانہ سے پہلے کے تھے ")

(بائیبل کا الہام صفحہ ۱۹ ، ۱۹۱۷ء)

یہی نہیں۔ بلکہ کئی دیگر امور میں فرق ہے۔ جسکی تشریح تسلی بخش طور سے یونہی ہو سکتی ہے۔ کہ تورات کے مصنف نے اپنی تصنیف میں ان تحریروں کا استعمال کیا۔ جو شروع میں بالکل الگ الگ تھیں (اسلئے الوہیم اور یہواہ پیدائش اور طوفان وغیرہ وغیرہ کے دو الگ بیان آتے ہیں) دیباچہ بائیبل صفحہ ۵۶۔

بائیبل کے چشمے

پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں۔ " عہد عتیق کی تاریخ میں ترتیب اور تالیف کرنا تصنیف کا ایک مسلمہ طریقہ تھا۔.... عہد عتیق کے مصنف صاف طور سے بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی کتابوں کے تالیف کرنے میں پہلی تحریرات کو استعمال کیا۔ مثلاً دیکھو خداوند کا جنگ نامہ گنتی ۲۱/۱۴ کتاب الیاشر سموئیل ۲ ـ ۱/۱۸ جاد اور ناتھن کی تواریخیں تواریخ ۱ ـ ۲۹/۲۹ شمعیاہ اور عیدو کی کتابیں تواریخ ۲ ـ ۱۲/۱۵۔ ان مقامات سے شہادت ملتی ہے۔ کہ مابعد زمانہ کے مرتبوں اور مؤلفوں کے پاس معلومات کے کونسے چشمے موجود تھے۔ مقدس نص میں بعض قدیم نظمیں بھی داخل کی گئیں۔ مثلاً پیدائش ۴/۲۳ وغیرہ خروج ۱۵/۱ تا ۱۶ گنتی ۲۱/۱۷-۱۸-۲۸ قاضی ۵ باب یہ بھی قرین قیاس ہے۔ کہ جن مذکورہ بالا چشموں کا پتہ لگا ہے۔ ان کے سوا اور قدیم تحریریں بھی موجود ہوں گی۔ اسلئے اس قیاس میں کوئی انوکھی بات نہ ہو گی۔ کہ تورات کی کتابیں پہلے سے موجود مصالحہ پر مبنی تھیں "۔ صفحہ ۵۲ (دیباچہ بائیبل)

مذکورہ تحقیق سے صاف ظاہر ہے۔ کہ موجودہ تورات موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف نہیں۔ بلکہ کسی شخص نے قدیم نوشتوں سے تورات کو مرتب کیا۔ بعض قدیم نظمیں اور نسب نامے تورات میں بعینہٖ شامل کئے گئے۔ پھر عہد عتیق کے دیگر مصنفین نے بعض قدیم نوشتوں سے اپنی کتب کو مرتب کیا۔ جس کا اقرار انہوں نے خود کیا۔ مثلاً مکابیوں (یہ ان سات کتابوں میں سے ہے۔ جو کیتھولک بائیبل میں زائد ہیں) کا مصنف لکھتا ہے۔ " اور یہ باتیں جن کا یاسون قیروانی نے پانچ کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے ایک طومار (مکابیوں) میں مختصر کی ہیں "۔ مکابیوں ۲ ـ ۲/۲۴ تا ۳۳۔ گویا صاف ظاہر ہے۔ کہ مکابیوں کی کتاب یاسون قیروانی کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح تواریخ ۱ و تواریخ ۲ اور سلاطین ۱ و سلاطین ۲ بھی قدیم کتابوں سے مرتب کی گئیں۔ جس کا اقرار مصنف نے جا بجا کیا۔ دیکھو سلاطین ۱ ـ ۱۱/۴۱ - ۱۴/۱۹ ۱۴/۲۹ تواریخ ۱ ـ ۲۹/۲۹ وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ کیتھولک بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ یہ کتابیں عزرا نبی کی کتب کا خلاصہ ہیں۔ کیتھولک بائیبل جلد ۲ صفحہ ۲۳۹۔ علیٰ ہذا القیاس فاضل پادری صاحب نے متعدد کتابوں کا مسطورہ بالا سطور میں حوالہ دیا۔ جن کو بجا طور پر بائیبل کے بعض صحائف کا چشمہ کہا جا سکتا ہے۔ پس اخذ و اقتباس کا الزام بائیبل پر باحسن وجوہ عاید ہوتا ہے۔ نہ کہ قرآن پر۔ سے

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

(شیخ عبد القادر لائلپوری)

(باقی دارد)

ایک احمدی کی عید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امسال ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ کا چاند عام لوگوں نے بروز جمعہ تاریخ ۱۰ ر جنوری ۱۹۴۰ء کو دیکھا۔ اس طرح عوام کا یہ خیال تھا۔ کہ عید انوار کو یعنی ۲۱ ر جنوری کو ہو گی۔ عام جنتری والوں نے بھی یہی تاریخ عید کے لئے مقرر کی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے۔ کہ بعض جگہوں پر ہلالِ عید جمعرات کو بھی دکھلائی دیا۔ یہ کیوں ہوا۔ اسلئے کہ تا دنیا کے حساب کرنے والے (پچھلی عید کی طرح جو کہ جنتری کے حساب کے مطابق ہوئی تھی) یہی نہ خیال کریں۔ کہ ہم بہترین حساب جاننے والے ہیں۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالےٰ کی قدرت کا ظاہر کرنا مطلوب تھا۔ چاند کی آٹھویں تاریخ تک عید کے دن کی تعیین نہ ہو سکی۔ اور عوام کا یہی خیال تھا۔ کہ عید الاضحیٰ بروز انوار ہو گی۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا روزنامہ الفضل بھی ۱۸ ر جنوری ۱۹۴۰ء کے الفضل میں اپنی لاعلمی کا اظہار اس عنوان سے کر رہا ہے۔ " عید الاضحیٰ کا چاند کب دیکھا گیا " میں اسی خیال سے کہ عید انوار کو ہو گی۔ لاہور کے اس علاقہ میں جسے ماجھا کہتے ہیں۔ کسی ضرورت کے لئے گیا۔ ضلع لاہور کے اس علاقہ میں احمدی بہت کم ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ عید والے دن لاہور پہنچ کر نماز عید ادا کرونگا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ابھی عید میں کچھ دن باقی تھے۔ کہ بدھ کے دن ایک بجے کے قریب بارش ہونے لگی۔ یہ بارش متواتر جمعرات کی شام تک ہوتی رہی۔ باوجودیکہ جمعہ کے روز بارش تھم گئی تھی۔ مگر موسم ایسا تھا۔ کہ سفر نہیں ہو سکتا تھا۔ کچا راستہ ہر طرف کیچڑ کیچڑ تھا۔ دیہات میں ٹانگہ وغیرہ ملنا مشکل ہوتا ہے۔ ہفتہ کی صبح کو معلوم ہوا۔ کہ آج عید ہے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ مجبورًا اکیلے ہی نماز عید ادا کر لی۔ مگر میرے دل کی کیفیت وہی احمدی سمجھ سکتا ہے۔ جس کو ایسی عید منانے کا موقعہ ملا ہو۔

(۲)

نماز ختم ہو چکی تھی۔ میرے دل کی کیفیت بدل چکی تھی۔ کبھی میں قادیان کی مقدس بستی کے رہنے والوں کی عید اپنے مقدس امام کے پیچھے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ جیسا کہ مجھے بھی اپنے محبوب امام کے پیچھے فریضۂ عید ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور اپنی قسمت پر روتا تھا۔ کبھی لاہور کے احباب کو کھلے میدان میں اکٹھے اللہ کا نام بلند کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اور خیال کرتا تھا۔ کہ کیسے خوش قسمت وہ لوگ ہیں۔ جو احمدی بھائیوں کے ساتھ مل کر نماز عید ادا کر رہے ہیں۔ ہاں ایک خیال یہ بھی آتا تھا۔ کہ کتنے احمدی دنیا کے مختلف کناروں میں مجھ بے نصیب کی طرح اکیلے نماز ادا کرتے وقت غمگین ہوں گے۔ جب یہ منظر میرے سامنے آتا۔ تو میں بے اختیار رونے لگتا۔ میں اس کشمکش میں گھر سے نکل کر اس گاؤں سے باہر ایک اور گاؤں کی طرف چل دیا۔ جب میں دوسرے گاؤں میں پہنچا۔ تو بارہ بج چکے تھے۔ دن ڈھل گیا۔ مگر وہاں جو کچھ میں نے دیکھا۔ اس سے میرے دل کو تسلی ہو گئی۔ اور میں سب کچھ بھول گیا۔ میں اس گاؤں کے باہر ہوا سے بچنے کی خاطر ایک گھر کی دیوار کے پاس کھڑا ہو گیا۔ تو ذیل کی گفتگو اس گھر کی چھت کے قریب کے ایک دیہاتی قسم کے روشندان میں سے میرے کان میں آئی۔

بیوی۔ ہماری بھی کوئی زندگی ہے۔ ہمیں عید کی نماز تک بھی باجماعت نصیب نہیں

میاں۔ سچ کہا ہے۔ مگر کیا کریں۔ اگر بارش نہ ہوتی۔ تو میں تمہیں کسی احمدی کے گھر لے جاتا۔ خیر اب بھی میں نے تمہارے ساتھ مل کر نماز پڑھ لی ہے۔

بیوی۔ میاں یہ بھی کوئی عید ہے۔ یا نماز ہے۔ قادیان میں ہوتے۔ کوئی خطبہ سنتے۔ بہن بھائیوں سے ملتے۔

میاں۔ عید کیوں نہیں۔ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اب میں قربانی کرتا ہوں۔ گوشت کھائیں گے غرباء کو بانٹینگے۔ فریضہ ادا ہو گیا۔ اور کیا چاہیئے۔ باقی رہا خطبہ سو وہ بھی سن لو۔ اس سال سالانہ جلسہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ایک حدیث چھپوا کر سب لوگوں میں تقسیم کی تھی۔ وہ میں بھی لایا ہوں۔ وہ تم کو سنا دیتا ہوں۔

اب مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں فورًا ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھر کے دروازہ کے پاس گیا۔ اور دستک دی۔ ایک نوجوان آدمی باہر آیا۔ میں نے اسکو کہا۔ کہ میں احمدی ہوں۔ بس پھر کیا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا۔ اندر گیا۔ بیوی کو بتایا۔ پردہ کروا کر مجھے اندر لے گیا۔ میں نے ان کو ان کی تمام گفتگو بتا دی۔ اور پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ۱۰ جنوری کا خطبہ جو کہ اسی حدیث کے متعلق تھا جس کا وہ ذکر کر رہے تھے۔ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اس شخص کی بیوی نے عہد کیا۔ کہ میں اپنی ساس (جس سے وہ بہت ناراض تھی) سے باوجودیکہ وہ مجھ پر سختیاں کرے کبھی نہ لڑوں گی۔ اور دیگر جملہ رشتہ داروں کے جان۔ مال اور آبرو پر کبھی حملہ نہ کروں گی۔ اور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بتائی ہوئی اس حدیث پر عمل کیا کروں گی۔

خاکسار محمد ذکاء اللہ خاں ادیب عالم سمسانی کھوہی۔ ڈاکخانہ موڈل ٹاؤن ضلع لاہور

ضروری اعلان

الیکشن پنجاب اسمبلی ۱۹۴۱ء کے لئے ابھی تیاری شروع کر دیجئے

جو کام وقت پر نہیں کیا جاتا۔ اس کے لئے آخری گھڑی میں جو کوشش اور دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ وہ بالعموم رائیگاں جاتی ہے۔ اور حتمی نتائج کی توقع رکھنا تو در کنار بلکہ ناگوار نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے احباب کو چاہیئے۔ کہ بڑی احتیاط کے ساتھ ابھی سے اپنے اپنے مقامات پر اپنے طور پر احمدی ووٹرز کی فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر اس بات کا پورا اہتمام کریں۔ کہ مقامی سرکاری ملازمین پٹواری وغیرہ نے پوری دیانتداری سے احمدی ووٹران کو اپنی فہرستوں میں دکھایا ہے یا نہیں۔ اگر کسی کی طرف سے کوتاہی صادر ہو۔ تو جہاں اس کا علم فوراً احکام بالا کو تحریراً دیں۔ اس کے متعلق مجھے بھی اسکی اطلاع فوراً بھجوا دیں۔ از بس تاکید ہے۔ نیز جن دوستوں کی جائیداد مثلاً مکان یا زرعی زمین وغیرہ قادیان میں ہو۔ یا رہائشی تعلق قادیان سے ہو۔ وہ فوراً نظارت ہذا کو اپنے مفصل کوائف سے اطلاع دیں۔

(ناظر امور عامہ)

چین کا ہفتہ

محاصرہ ٹنگسن کے متعلق جاپانی کمانڈر کا بیان

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی مقیم چین کی چٹھی)

معزز ناظرین فاروق محاصرہ ٹنگسن کے متعلق اپنے اخبار کے جاپانی اور چینی نامہ نگاروں سے بہت کچھ سن چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں جاپانی افواج کے کمانڈر مقیم پیپنگ کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

جنرل ٹاڈا کمانڈر جاپانی افواج نے غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں سے ایک انٹرویو کے دوران میں محاصرہ ٹنگسن سے متعلقہ سوالات کے نہایت بیباکانہ اور واضح جوابات دیئے۔ جنرل مذکور نے کہا۔ کہ ٹنگسن کا محاصرہ اس وقت تک ہم نے اس لئے جاری رکھا ہوا ہے۔ کہ ہمارے خلاف غیر ملکی جدوجہد اور ناپسندیدہ حرکات ابھی تک جاری ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ وہ کونسی شرائط ہیں۔ جن کے پورا کرنے کے بعد محاصرہ اٹھایا جاوے گا۔ کمانڈر مذکور نے کہا۔ کہ مجھے ان تفصیلات میں جانے کی اب ضرورت نہیں۔ ہم اپنی شرائط تفصیلاً افسران متعلقہ کے سامنے بیان کر چکے ہیں۔ اور ان کا ذکر اخبارات میں بھی آچکا ہے (فاروق میں ان شرائط کا ذکر بھی شائع ہو چکا ہے) یہ امر ملحوظ رہے۔ کہ جس واقعہ کے نتیجہ میں محاصرہ برٹش علاقہ ٹنگسن شروع ہوا تھا۔ وہ ایک Pro Japanese چینی افسر کا قتل تھا۔ اور قاتل بعد تفتیش جاپانیوں کے حوالے کر دیئے گئے تھے۔ لیکن جاپانیوں نے محاصرہ اٹھانے کے لئے علاوہ قاتلوں کی حوالگی اور سزا دہی کے بعض اور شرائط بھی اس قتل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیش کر دی تھیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ کہ (۱) غیر ملکی چین کی مدد سے دست بردار ہو جاویں۔ (۲) چینی گورنمنٹ کی جو جائیداد برٹش کنسیشن میں ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اسکی قیمت پانچ کروڑ ڈالر ہے۔ وہ جاپانیوں کے سپرد کر دی جاوے۔

غیر ملکی فوائد اور تجارت کے متعلق جاپانی کمانڈر نے کہا۔ کہ ہمارا یہ ارادہ نہیں ہے۔ کہ غیر ملکی فوائد اور تجارت وغیرہ کی شمالی چین سے بیخ کنی کر دیں۔ لیکن موجودہ جنگ جس میں کہ ہم برسر پیکار ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسی اہم اور ضروری ہے۔ کہ اس سے پیشتر ہمیں ایسی کوئی جنگ درپیش نہیں آئی۔ پس ان حالات میں باوجود ہمارے اس ارادہ کے کہ غیر ملکی فوائد کو نقصان نہ پہنچے اگر جنگ کے دوران میں غیر ملکی تجارت یا فوائد کو دھکا لگے۔ تو ہم اس کے کسی صورت میں ذمے وار بھی نہیں ہو سکتے۔ (اور نہ ہی یہ گارنٹی دے سکتے ہیں۔ کہ ایسے نقصانات کا کلی طور پر انسداد ہو سکتا ہے۔ جنگوں میں تجارت کا نقصان طبعی ہے۔ اس لئے ہم اس کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔

بیان جاری رکھتے ہوئے کمانڈر مذکور نے کہا۔ کہ جاپانی اپنے عزائم کے اظہار میں ہمیشہ بے باکی سے کام لیتے رہے ہیں۔ اب بھی اگر ارادہ ہوتا۔ کہ مفتوحہ چین سے غیر ملکی تجارت کا قلع قمع کیا جاوے۔ تو اس کے اظہار سے ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوتی۔ اور نہ ہی ہمیں کسی کا ڈر ہے۔

(۲) ہانگ کانگ کی سرحد کے قریب جاپانی طاقت میں اضافہ

اس ہفتہ کے دوران میں ہانگ کانگ کی سرحد کے قریب چینی علاقہ میں جو جاپانی فتح کر چکے ہیں۔ جاپانی طاقت کا اضافہ ہوا ہے جاپانیوں کو گذشتہ دو ماہ سے چینی گوریلا فوج نے بہت تنگ کیا ہے۔ اس خطرہ کے پیش نظر اپنی فوج کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے بڑھا کر سات ہزار کر دی ہے۔ اس سے پیشتر وقتی طور پر ایک دفعہ پندرہ بیس ہزار فوج بھی سرحد پر چند دنوں کے لئے رہ چکی ہے۔ لیکن مستقل طور پر کبھی اتنی بڑی فوج انگریزی علاقہ کی سرحد پر متعین نہیں کی۔ جتنی کہ اب کی ہے۔ موجودہ فوج جو آئی ہے۔ اس کے کئی دستے بالکل نئے اور تازہ دم ہیں۔

فوج میں ایزادی کے علاوہ سرحد کے ساتھ ساتھ جاپانیوں نے کانٹے دار تار کی باڑ بھی نہایت مضبوطی کے ساتھ لگا دی ہے۔

علاوہ ازیں نامٹاؤ۔ سامچند اور شا ٹوکک مقامات کے ملحقہ علاقہ جات میں Pill Boxes کثرت کے ساتھ تعمیر کر دیئے گئے ہیں۔ جن کے ذریعہ انگریزی علاقہ کی حرکات و سکنات کا علم ہو سکتا ہے۔ یہ امر کافی مشتبہ ہے۔ لیکن جاپانی اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ چینی گوریلا افواج اسی علاقہ میں ہم پر بے خبری کی حالت میں اچانک گذشتہ چند ہفتوں سے حملہ آور ہو رہی ہیں۔ اسلئے ہم نے ان سے اپنی خود حفاظتی اور باخبر رہنے کے لئے Pill Boxes تعمیر کئے ہیں۔ ورنہ اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں۔

فوج میں اضافہ۔ باڑ نصب کرنا اور Pill Boxes تعمیر کرنے کے علاوہ نامٹاؤ اور سامچند کے درمیان جاپانیوں نے ایک ہوائی مستقر بھی بنایا ہے۔ اور وہاں سے روزانہ دو چار ہوائی جہاز شمالی اور شمال مشرقی علاقہ کی خبریں لاتے ہیں۔ اور وہاں کی خبریں کنٹن پہنچاتے ہیں۔

جنگ یورپ کا اثر ہانگ کانگ پر

ہانگ کانگ کی بندرگاہ دنیا میں تیسرے نمبر پر اعلےٰ ترین بندرگاہوں میں سے شمار ہوتی ہے۔ تجارتی لحاظ سے ہانگ کانگ کا محل وقوع ایسا شاندار ہے۔ کہ چین کے زرخیز ترین علاقوں کی پیداوار اور دیگر اشیاء تجارت اسی رستہ سے باہر غیر ممالک میں بھیجی جاتی رہی ہیں۔ لیکن جب سے ہانگ کانگ سے ملحقہ علاقہ جاپانیوں نے فتح کر لیا ہے۔ اس وقت سے جاپانی نہ تو کوئی چیز ہانگ کانگ کے رستہ سے چین میں برآمد ہونے دیتے ہیں۔ اور نہ کوئی تجارتی چیز چین سے باہر آنے دیتے ہیں۔ جس کا قدرتی اثر یہ پڑا۔ کہ اشیاء خوردونوش تک مثلاً سبزی۔ پھل۔ چاول وغیرہ تک دوسرے ملکوں سے آنے شروع ہو گئے۔ اور ہانگ کانگ کی رہائش قریباً سوا گنا مہنگی ہو گئی۔ جاپانیوں کے حملوں سے تنگ آ کر جنوبی چین کے تمام مالدار لوگ ہانگ کانگ ہجرت کر آئے اور اسی وجہ سے مکانوں کے کرائے بعض علاقوں میں ڈیڑھ گنا اور بعض علاقوں میں دو گنا ہو گئے۔ اب جنگ یورپ شروع ہونے کے بعد

تمام اشیاء کی قیمتوں میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ ایندھن۔ کھانڈ۔ گھی۔ گوشت۔ سبزی۔ چاول اور دیگر تمام اشیاء مستعملہ میں دس فی صدی سے لے کر سو فی صدی تک اضافہ ہؤا ہے۔ ان حالات میں متوسط درجہ اور غرباء کے لئے ہانگ کانگ میں رہنا نہایت ہی تکلیف دہ ثابت ہورہا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے۔ کہ چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔ کئی چور جو گرفتار ہوجاتے ہیں۔ وہ عدالت میں صاف صاف کہہ دیتے ہیں۔ کہ چونکہ اشیاء بہت مہنگی ہوچکی ہیں۔ اور ہمارے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں۔ اسلئے ہم مجبوراً چوری کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر جرائم میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ جن تاجروں کے پاس پرانا خرید کردہ سٹاک سٹور کیا ہؤا ہے۔ وہ تو خوب تجارت کر رہے ہیں۔ لیکن ایمپورٹ ایکسپورٹ کی تجارت دن بدن تنزل پر ہے۔ فقط۔

ونجواں ضلع گورداسپور میں پولیس کے مظالم

(قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور)

یہ کس قدر افسوسناک واقعہ پولیس کے تشدد کا ونجواں ضلع گورداسپور میں سننے میں آیا ہے۔ کہ ۲۳ فروری کو بٹالہ صدر پولیس اسٹیشن میں علاقہ کے چند بدمعاشوں کو طلب کیا۔ اور مخالفین احمدیت کے ایماء سے ونجواں کے تین احمدیوں کو بھی بلایا گیا۔ معلوم ہؤا ہے کہ ان میں سے دو بیکسوں کے ساتھ وہ وحشیانہ سلوک کیا گیا۔ جس کو سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یعنی ان غریبوں کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر ان کے ہاتھوں پر مضبوط جوان کھڑے کر دیئے۔ اور پھر ان کے جسم ننگے کرکے ایک سب انسپکٹر صاحب نے ان کی کمر پر گھٹنے ٹیک دیئے۔ اور حوالدار نے دوسرے کی گردن کو اپنے پاؤں سے دبا لیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان کی رانوں اور سرینوں پر جوتے ماریں۔ پھر بدمعاشوں کو کہا۔ کہ ان کو ایک ایک طمانچہ پورے زور سے لگائیں۔ جس کی سب نے تعمیل کی۔ اور یہ سنکر حیرت ہوئی ہے۔ کہ یہ ساری کارروائی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کی موجودگی میں ہوئی ہے۔ کیا اس دلآزار اور وحشت انگیز واقعہ کی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور فوری تفتیش فرماکر

جاپان کا ہفتہ

بدھ مت اور جاپان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہینایانہ اور مہایانہ

فاروق کے خصوصی نامہ نگار مقیم جاپان کی چٹھی

بدھ ازم ایک نہایت ہی سادہ اور سہل الفہم مذہب تھا۔ اس کے بانی بدھ نے اپنے ماننے والوں کے سامنے وہ آٹھ اصول پیش کئے۔ جو کہ اس زمانہ کے لحاظ سے روحانی تسلی اور اطمینان کے لئے خاطر خواہ سامان پہنچانے والے تھے۔ مگر آپ کے پیرووں نے ان اصولوں کو نہایت ہی سادہ دیکھ کر اور پرچار میں ناقابل توجہ خیال کرکے اپنی حاشیہ آرائیوں اور ملمع سازیوں سے مبرا نہ رہنے دیا۔ اس قسم کی پیچیدگیوں کا اضافہ کیا۔ کہ جس سے یہ ایک مشکل ترین مذہب بن گیا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ مذہبی کارروائیاں صرف ایک خاص حلقہ تک ہی محدود رہ گئیں۔ عوام ناواقف محض رہ گئے۔ اور قدم قدم پر اپنے علماء کا منہ تکنے لگے۔

اس مذہب کے ابتداء ہی میں دو بڑے گروہ نظر آتے ہیں۔ پہلا گروہ جو کہ اس بات کا مدعی ہے۔ کہ وہ حقیقی طور پر بدھ کی تعلیم پر کاربند ہے۔ اس نے بدھ کی پیدائش۔ موت اور روزانہ زندگی کی طرف ایسے ایسے معجزات منسوب کئے۔ کہ جن کو پڑھ یا سنکر عقل انسانی دنگ اور وہم انسانی ششدر رہ جاتے ہیں۔ اور انہوں نے ایسا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کہ جس سے بدھ کو درجہ انسانیت سے برتر نہ قرار دیا جاسکے۔ اس گروہ کا نام دکھنی یا ٹھک یا ہینایانہ ہے۔

دوسرا گروہ جس کا نام اتر یا ٹھک یا مہایانہ ہے۔ اس نے بدھ کو خدا قرار دیا۔ اور کہا۔ کہ بدھ کی روح ازلی و ابدی ہے۔ ہمیشہ اس کے مظاہرات ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔ اس کے نزدیک بدھ دو قسم کے ہیں۔ ایک جو گزر چکے اور دوسرے جو آنے والے ہیں۔ جو گزر چکے ان کو بدھ اور جو آنے والے ہیں۔ ان کو بدستوا کہتے ہیں۔ روح گو ایک ہی ہے۔ جو بار بار شکل انسانی میں ظاہر ہوتی ہے۔

ذیل میں ان گروہوں کے فرق ذرا تفصیل سے درج کرتا ہوں:۔

۱۔ ہینایانہ مہایانہ سے زمانی طور پر مقدم ہے۔ ہینایانہ اگر بدھ کی تعلیمات کی لفظی اور رسمی ترجمانی کا پابند ہے۔ تو مہایانہ ان میں فراخی اور وسعت کا قائل ہے۔

۲۔ ہینایانہ کی تعلیمات کا کامل نمونہ "ارھت" ہے۔ اس شخص نے مختلف جونیں بدل بدل کر نور حاصل کیا۔ اور اس پر ایسے طور پر مطمئن ہوگیا۔ کہ دوسروں کو ہدایت دینے کے لئے کوئی خاص سعی نہ کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ ہر فرد واحد کو اپنی نجات کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ کوئی شخص دوسروں کے لئے سوائے تحریص اور ترغیب دلانے کے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ پیدائش اور موت کی ندیاں دوسروں کے ذریعہ عبور نہیں کی جاسکتیں۔

مہایانہ کہتا ہے۔ کہ بے شک بدھ نے مختلف جونیں بدل کر نور حاصل کیا۔ مگر وہ نور اسکی ذات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ تمام مخلوقات کے لئے ہے۔ بشرطیکہ مؤخر الذکر بھی کسی نہ کسی طریق سے اس میں شریک ہوں۔ مہایانہ کی تعلیمات کا کامل نمونہ بدستوا ہے۔ جس نے اپنی تمام زندگی نوع انسانی کو ظلمات سے بچانے کے لئے وقف کردی ہوئی ہے۔ اور اختتام دنیا تک اس کام میں مشغول رہے گا۔

۳۔ ہینایانہ درویشانہ زندگی کی بڑی سختی سے تلقین کرتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ جب تک انسان بدھ کی زندگی اختیار نہ کرے۔ خواہشات کو نہ مارے۔ اور امنگوں کو ترک نہ کرے۔ اس کے لئے نجات ناممکن ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ دکھ اور تکلیف والی جونوں میں پھنسا رہتا ہے۔ مہایانہ کے نزدیک نجات صرف درویشانہ زندگی بسر کرنے والوں کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر ایک کے لئے ہے۔ جو بدھ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اسکی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ کیونکہ بدھ نے جو نور حاصل کیا۔ وہ سب کے لئے ہے۔ اسی طرح نجات بھی سب کے لئے ہونی چاہیئے۔ خواہ وہ گھر والے ہوں یا بے گھر۔

۴۔ "وینیا" بدھ کی تعلیم جس طرز زندگی کی متقاضی ہے۔ وہ صرف گرم ممالک میں ہی اختیار کی جاسکتی ہے۔ ہینایانہ جو بدھ کی تعلیم پر پوری طرح کاربند نظر آتا ہے۔ اس کا حلقۂ تبلیغ اپنے شمالی ممالک کی طرف نہ بڑھا۔ بلکہ ہندوستان میں ہی محدود رہا۔ مگر جب مہایانہ نے جنم لیا۔ اور بدھ کے اصولوں میں ایک لچک اور قوت برداشت پیدا کی۔ تو اس طرز زندگی کو بھی سرد ممالک کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نیا قالب دیا۔ اور خوب آزادی اور فراخ حوصلگی سے وینیا کی تفاسیر کیں۔ جن کا اصل مطمح نظر شمالی ممالک میں پرچار تھا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ مہایانہ تبت۔ چین۔ کوریا اور جاپان وغیرہ ممالک میں پھیل گیا۔ اور ہینایانہ کا حلقہ اثر ہندوستان کی حدود تک ہی رہا۔ مہایانہ کے اس وسعت اثر کی وجہ سے بدھ کو تاریخی اور روحانی دو حیثیتیں حاصل ہوگئیں۔ اس کا اعتقاد ہے۔ کہ بدھ صرف قدرتی اور تاریخی طور پر ہی غیر محدود نہیں۔ بلکہ وہ ہر قسم کے ارادہ پر حاوی اور اسکی ہر شق کو عمل میں لانے پر قدرت رکھتا ہے۔

۵۔ مہایانہ بدھ معبدوں میں مختلف قسم کی مورتیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ان مختلف مورتیوں کو دیکھ کر کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ ہم بہت سے بدھوں کے قائل ہیں۔ نہیں بلکہ ہم ایک ہی بدھ کے ماننے والے ہیں۔ یہ سب مورتیاں ایک ہی بدھ کی مختلف حالتیں ہیں۔

۶۔ ہینایانہ اپنی طرز رہائش اور دوسرے اعتقادات میں بدھ کی تعلیم کا خاص خیال رکھتا۔ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ مگر مہایانہ جس طرح طرز زندگی میں فراخ حوصلگی سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح دوسرے اعتقادات کے بارہ میں بھی آزاد ہے۔ یہ دونوں گروہ بدھ کی تعلیم کے دو مختلف پہلوؤں کا پورا پورا نظارہ پیش کرتے ہیں۔ (باقی)

فاروق کی اشاعت بڑھانا ہر مبائع احمدی کا فرض ہے۔ تاکہ فاروق جلد اس تعداد تک پہنچ جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی کتاب

"ذریت مبشرہ" پر سرسری نظر

(۳)

بلبل ہی کو معلوم ہیں انداز چمن کے
کیا عالم گلشن کی خبر زاغ و زغن کو

گذشتہ مضمون میں خداتعالیٰ کے فضل سے دلائل بینہ اور حجج قاطعہ اور شواہد قرآنیہ سے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ مصری صاحب نے "بشارت" کے معنی "مطلق خبر" قرار دینے میں سراسر جہالت کا ثبوت دیکر ایسی ندامت کا داغ خریدا ہے۔ جو ہمیشہ ان کے لئے کلنک کا ٹیکہ ثابت ہوگا۔ اور ان کے اس فعل نے اہل علم طبقہ میں ان کی ایسی سبکی کرائی ہے۔ کہ باید وشاید۔

محترم میر قاسم علی صاحب نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ کہ جس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے عجبتؑ کا صلہ لؔ غلط قرار دے کر ذلت کا داغ اپنی پیشانی پر لیا۔ اسی قسم کی ذلت مصری صاحب نے "بشارت" کو "مطلق خبر" قرار دے کر اٹھائی ہے۔ اور امید نہیں۔ کہ اب مصری صاحب اس پہلو پر قلم اٹھائیں۔ اور اپنی مزید ذلت اور خواری کا سامان فراہم کریں۔

چونکہ بدقسمتی سے مصری صاحب کے مدنظر "ذریت مبشرہ" کے لکھنے میں یہ ناپاک غرض تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد پر حملہ کریں۔ اسلیئے انہوں نے عواقب سے بے نیاز ہو کر نئی نئی باتیں گھڑی ہیں۔ اور نئے نئے اصول وضع کئے ہیں۔ چونکہ چاند پر تھوکا منہ پر ہی پڑتا ہے۔ اس لئے مصری صاحب کو بھی یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ کہ ان کی وہ عالمانہ شان جس کا وہ ڈھنڈورا پیٹنا چاہتے تھے۔ محض جہالت کا مرقع بن کر رہ گئی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب امیر المنکرین خلافت نے ایک کتاب "النبوۃ فی الاسلام" لکھی اس نام کو پڑھنے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شاید مصنف کتاب یہ ثابت کرے گا۔ کہ اسلام میں نبوت مل سکتی ہے۔ مگر اس کتاب کے اندر مصنف نے ثابت یہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ من کل الوجوہ بند ہے۔ گویا یہ کتاب برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے ذوق سلیم کے فقدان پر شاہد ناطق ہے۔

اسی قسم کی بدمذاقی کا ثبوت ان کے نئے ہواخواہ شیخ مصری صاحب نے دیا ہے۔ کتاب کا نام تو رکھتے ہیں "ذریت مبشرہ" اور اس عنوان کا خود ہی ترجمہ یہ درج کرتے ہیں۔ "بشارت کے ماتحت پیدا شدہ اولاد" مگر اس کے اندر ثابت یہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ بشارت کے ماتحت جو اولاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں پیدا ہوئی۔ اس کا صالح ہونا ضروری نہیں۔

چونکہ مصری صاحب جانتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ اولاد یعنی تینوں صاحبزادگان بشارات الٰہی کے ماتحت پیدا ہوئے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ انہی بشارات کے ماتحت پیدا شدہ ہونے کی وجہ سے نشان آسمانی یقین کرتی ہوئی غیر معمولی مقدس ہستیاں سمجھتی ہے۔ اور یقین رکھتی ہے کہ یہ بزرگ ہستیاں شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اس لئے مصری صاحب نے اپنی ناپاک غرض کو سامنے رکھتے ہوئے پہلا قدم یہ اٹھایا۔ کہ "بشارت" کے معنے "مطلق خبر" قرار دیئے۔ اور اب گذشتہ مضمون میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ مصری صاحب کا یہ قدم سراسر ریگ کے تودے پر تھا۔ اور اب زمین ان کے پاؤں تلے سے ایسی نکل گئی ہے۔ کہ انہیں قعر مذلت میں جاگرنے کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں مل سکتا۔

پہلا قدم اٹھانے کے ساتھ مصری صاحب نے ایک اور ترازفائی بھی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"میں اپنے معزز بھائیوں کے استدلال کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ بشارت کے ماتحت پیدا شدہ لڑکے کا صالح ہونا اس لئے ضروری ہے۔ کہ اگر وہ صالح نہ ہوا۔ تو اس نبی یا ولی کو جس کو وہ بشارت دی گئی ہے۔ انتہائی رنج والم ہوگا۔ کیونکہ وہ اسے بدنام کرنے والا ہوگا۔ اس لئے کہ اس استدلال کے تو پھر یہ معنے ہیں۔ کہ کسی نبی یا ولی کا کوئی لڑکا بھی غیر صالح نہ ہو۔ کیونکہ اگر غیر صالح لڑکا نبی یا ولی کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس کے دل کو رنج والم میں مبتلا کرتا ہے۔ تو ہر غیر صالح لڑکا خواہ وہ بشارت کے ماتحت پیدا ہوا ہو۔ یا بغیر بشارت کے پیدا ہوا ہو۔ بدنامی کا موجب بھی ہوگا۔ اور رنج و الم بھی پیدا کرے گا۔"

واہ شیخ صاحب! آپ ہمارے استدلال کو خوب سمجھے۔ اور آپ کی عقل نے خوب گل کھلایا۔ یا للعجب ؎

من چہ مے گو تم وطنبورۂ من چہ مے سرائد

مصری صاحب کی عقل انکار خلافت کے بعد اب ایسی موٹی ہو گئی ہے۔ کہ وہ ایک عام فہم باتوں کو بھی سمجھنے سے "قاصر" ہیں۔ کیا ان کی عقل اتنی ہی موٹی ہو گئی ہے۔ کہ وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ "بشارت" کے ماتحت ملنے والا لڑکا اگر بالفرض محال صالح نہ ہو۔ تو اس سے اس مدعیٔ ماموریت کی جو بدنامی ہو سکتی ہے۔ اس کا تصور وہم انسانی میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں اعتراض کا مرجع صرف مامور کی ذات نہیں ہوتی۔ بلکہ دشمن کو خداتعالیٰ پر حملہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کہ اس نے "خوشخبری" تو یہ دی۔ کہ اے مامور تمہیں لڑکا دوں گا۔ مگر دیا ایسا لڑکا۔ جس کے وجود کو مامور اپنے لئے کبھی بشارت کا موجب تصور نہیں کر سکتا۔ اور نہ دنیا کا کوئی فرد ایسے ناپاک لڑکے کو خداتعالیٰ کی بشارت کا حامل یقین کر سکتا ہے۔

ماموروں کو جو غیرت خداوند تعالیٰ سے متعلق ہوتی ہے۔ اس کا تصور اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ جو جنگ احد میں پیش آیا۔ جب دشمنوں نے کہا۔ کہ آج محمد رسول اللہ قتل کر دیئے گئے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم (فداہ ابی وامی) نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ لیکن جب دشمن نے اُعل ھُبل (ہبل کی جے) کا نعرہ بلند کیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غیرت فوراً بھڑک اُٹھی۔ اور آپ نے فرمایا۔ اعلان کرو۔ اللہ اعلیٰ واجلّ دشمن نے اس پر کہا۔ لنا عزّیٰ ولا عزّیٰ لکم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم۔ پس اللہ تعالیٰ کے متعلق انبیاء کی غیرت کے جذبات نہایت نازک ہوتے ہیں۔ اور خداتعالیٰ کی شان سے یہ بعید ہے۔ کہ وہ کسی نبی کے ان نازک جذبات کو اس طرح صدمہ پہنچائے۔ کہ انہیں لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر دے کر پھر ایک ناپاک لڑکا دے کر ان کی جگ ہنسائی کراتے ہوئے اپنے آپ کو بھی مورد اعتراض بنائے۔ پس "بشارت" کے ماتحت پیدا ہونے والے لڑکے کے معاملہ کو اس لڑکے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جو کسی بشارت کا حامل نہ ہو۔

لیکن عجیب بات ہے۔ کہ مصری صاحب نبی کی مبشر اولاد پر ہی غیر مبشر اولاد کا قیاس کر رہے ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں قیاس مع الفارق۔ اگر کسی نبی کا کوئی لڑکا جو "بشیر" نہ ہو۔ اچھا نہ نکلے۔ تو نبی کو رنج والم تو ضرور ہوگا۔ مگر اس کے ناپاک نکلنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات محل اعتراض نہیں بن سکتی۔ اس لئے مامور کو وہ رنج کبھی نہیں ہو سکتا۔ جو مبشر اولاد کے بفرض محال ناپاک ہونے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے۔

مصری صاحب لکھتے ہیں۔

"مبشر اولاد کو جن کے ساتھ صالح اور پاک ہونے کا ذکر نہیں۔ اس مبشر اولاد پر قیاس کرنا جن کی بشارت کے ساتھ پاک اور صالح ہونے کی بھی بشارت ہوئی ہے۔ قیاس مع الفارق ہے"۔ ذریت مبشرہ ص ۲۸۔

عجیب بات ہے۔ کہ مصری صاحب کو ایسے دو قسم کے لڑکوں کا ایک دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق نظر آتا ہے۔ مگر مبشر اولاد کو غیر مبشر اولاد پر قیاس کرنا ان کے نزدیک درست ہے۔ اور قیاس مع الفارق نہیں۔ ایں چہ بوالعجبی است۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور۔

جناب مصری صاحب! جس ناپ تول سے آپ دوسروں کے دلائل کو ناپنا تولنا چاہتے ہیں۔ اسی ناپ تول سے اپنے متعلق کام کیوں نہیں لیتے۔ یہ کیسا بنیا پن ہے۔ کہ لینے کے باٹ اور اور دینے کے اور۔ مصری صاحب سنیئے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم اور کیا یہ وعید آپ کی نظر سے اوجھل ہو گئی۔ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون۔ کہ عذاب ہے ان کمی کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ ناپ لیتے ہیں۔ تو پورا لینا چاہتے ہیں۔ اور جب ناپ دیتے ہیں۔ یا وزن دیتے ہیں۔ تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یظنّ اولٓئک انھم مبعوثون۔ کہ کیا انہیں دوبارہ زندگی پر ایمان نہیں۔ مصری صاحب نے مندرجہ بالا تحریر میں مبشر اولاد کی دو قسمیں کی ہیں۔ اور ایک قسم پر دوسری قسم کے قیاس کو قیاس مع الفارق قرار دیا ہے۔ مگر میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ بشارت کا لفظ "مطلق خبر" کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے حقیقی معنوں میں یہ لفظ "خوشخبری" کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے پس چونکہ دونوں قسم کے لڑکے خواہ ان کے متعلق محض بشارت ہو۔ یا بشارت میں ان کی صفات بیان کی گئی ہوں۔ ایک کا دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق نہیں۔ کیونکہ یہ ایک "خوشخبری" کا قیاس دوسری خوشخبری پر ہوگا۔ لیکن نبی کی مبشر اولاد کو غیر مبشر پر قیاس کرنا تو صریح قیاس مع الفارق ہے۔ مگر افسوس کہ مصری صاحب کی آنکھوں پر کچھ ایسا پردہ پڑ گیا ہے۔ کہ وہ نبی کی مبشر اولاد کو غیر مبشر پر قیاس کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی مثال دیتے ہیں۔ سچ ہے۔ حق سے دشمنی انسان کی عقل کو سلب کر دیتی ہے۔

مصری صاحب نے "بشارت" کے مفہوم کو "مطلق خبر" کے معنوں میں لے کر جو غلط قدم اٹھایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک دوسرا غلط قدم بھی اٹھایا ہے۔ جو ان کی خطرناک جعلسازی اور دسیسہ کاری پر دال ہے۔ یعنی وہ لکھتے ہیں:-

"حضرت اقدس کے الہامات میں بھی اُن لڑکوں کی بشارات ہیں۔ جنہوں نے یا تو پیدا ہو کر چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جانا تھا۔ یہ موجود ہے۔ کہ وہ پاک اور صالح ہوں گے۔ لیکن ان لڑکوں کی بشارات میں جنہوں نے زندہ رہنا تھا۔ ان کے پاک اور صالح ہونے پر دلالت کرنے والا ایک لفظ بھی نہیں۔ پس یہ امتیاز بغیر کسی حکمت کے نہیں ہو سکتا۔" ذریت مبشرہ ص۲۸

گویا مصری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ اوّل وہ مبشر جن کی الہامی صفات میں ان کا پاک اور صالح ہونا بیان کیا گیا ہے اور دوسرے وہ مبشر جن کی صفات الہام میں مذکور نہیں۔ مصری صاحب پہلی قسم کے لڑکوں کو صالح اور دوسری قسم کے لڑکوں کو غیر صالح سمجھتے ہیں۔

جناب مصری صاحب! آپ نے یہ اصول جو وضع کیا ہے۔ اسکی دھجیاں تو خدا کے فضل سے گذشتہ مضمون میں اڑائی جا چکی ہیں۔ اور ببانگِ بلند ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ "بشارت" کے معنے "مطلق خبر" کے نہیں۔ بلکہ خوشخبری ہیں۔ پس ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو۔ یہی کہے گا۔ کہ خدا جب کسی نبی یا ولی کو لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دے۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ صالح ہو۔ ورنہ وہ "بشارت" بشارت نہیں کہلا سکتی۔ اسے تو انذار کہنا چاہیئے۔ اور بڑی تحدی کے ساتھ یہ چیلنج پیش کیا جا چکا ہے۔ کہ مصری صاحب قرآن مجید سے "بشارت" کے لفظ کا حقیقی معنوں میں استعمال "مطلق خبر" کے معنوں میں ثابت نہیں کر سکتے۔ پس اندریں حالات ہمیں پورا حق پہنچتا ہے۔ کہ ہم مصری صاحب کے خود ساختہ اصول کو غلط قرار دیں۔

میں نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ کہ مصری صاحب نے اس جگہ خطرناک جعلسازی اور دسیسہ کاری سے کام لیا ہے۔ اب میں ذیل میں اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔

مصری صاحب نے مبشر اولاد کی مندرجہ بالا تقسیم کرنے کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات نقل کر کے یہ دکھانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر فوت شدہ اولاد اور بزعم ان کے کسی آئندہ زمانے میں آنے والے مصلح موعود کی صفات میں ان کی صالحیت اور پاکیزگی تو بیان کی گئی ہے۔ مگر حضور کی موجودہ زندہ اولاد کے متعلق جو بشارات ہیں۔ ان میں ان کی پاکیزگی اور صالحیت کا قطعاً ذکر نہیں۔ اور یہ امتیاز بلا وجہ نہیں ہو سکتا۔

گویا مصری صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ زندہ اولاد کی صفات خدا تعالیٰ کی طرف سے چونکہ بقول مصری صاحب بیان نہیں کی گئیں۔ اس لئے ان کا محض مبشر اولاد ہونا ان کی صالحیت پر دال نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مصری صاحب نے اس بحث میں سراسر دیانت کا خون کیا ہے۔ اور فنِ تحریف میں یہود نامسعود کو بھی مات کر دیا ہے۔ اور اپنے تئیں ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کے مصداق ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار سے پیشگوئی صرف ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:-

"بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا۔" (ذریت مبشرہ ص۶۸)

اور اس کے ساتھ کے الفاظ "جس کا نام محمود احمدؐ ہے اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا" کے متعلق صرف یہ لکھ دیا ہے۔ کہ یہ الفاظ اس لڑکے کے متعلق نہیں۔ اور تفصیل کے لئے شان مصلح موعود کا حوالہ دے دیا۔ مصری صاحب کے اس جوڑ توڑ کی دھجیاں تو میرے محترم بھائی قاضی محمدؐ نذیر صاحب مولوی فاضل الفضل کے کئی نمبروں میں فضائے آسمانی میں اڑا چکے ہیں۔ مصری صاحب اپنے اس تانے بانے کا تار تار ہونا الفضل کے ان نمبروں سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

دوسرے آپ نے صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب کی پیدائش کی پیشگوئی ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ سیولدک الولد ویدنی منک الفضل۔ اور اس کے ساتھ لکھا ہے۔

"اب دیکھ لو اس الہام میں میاں بشیر احمدؐ صاحب کی کوئی ذاتی خوبی بیان نہیں کی گئی"۔ (ذریت مبشرہ ص۲۶)

پھر مصری صاحب کو الہام بالا میں یدنی منک الفضل کے الفاظ کھٹکے۔ تو اس پر یہ لکھ مارا۔ کہ "ان الفاظ میں لڑکے کی کسی خوبی کا تو ذکر نہیں۔ اس میں تو حضرت اقدس پر فضل نازل ہونے کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئی کے پورا ہونے سے حضرت اقدس پر فضلوں کا نازل ہونا یقینی امر ہے۔ کیونکہ یہ امر کئی گمراہوں کو ہدایت پر لانے کا موجب ہوتا ہے۔ حضرت اقدس نے بھی اس الہام سے زیادہ سے زیادہ اگر لڑکے کی کوئی خوبی نکالی ہے۔ تو وہ صرف یہ کہ یہ لڑکا حضور کے لڑکے فضل احمدؐ سے صورت و شکل میں بہت مشابہ ہوگا۔ دیکھو تریاق القلوب نشان ۲۳"۔ ذریت مبشرہ ص۲۶۔

پہلے تو مصری صاحب نے یدنی منک الفضل میں فضل کے الفاظ کو صاحبزادہ صاحب موصوف کی ذاتی خوبی کا ذکر ہونے سے انکار کیا ہے۔ لیکن آگے چل کر خود ہی اپنے خلاف یہ لکھ دیا ہے۔ کہ حضرت اقدس نے ان الفاظ سے اس مولود کی کوئی خوبی بھی نکالی ہے۔ پس اگر یہ لفظ خوبی پر دال نہ تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے خوبی کیسے نکال سکتے تھے۔ مگر مصری صاحب نے دانستہ اس پیشگوئی کو بتمام و کمال تریاق القلوب سے نقل کرنے میں صریح خیانت سے کام لیا ہے۔ مصری صاحب نے یہ پیشگوئی تریاق القلوب کے اس صفحہ سے لی ہے۔ جہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اختصار سے بیان کیا ہے۔ لیکن اس سے ایک ہی صفحہ (بعد یا پہلے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو بحوالہ آئینہ کمالات اسلام ص۲۶۶ مفصل طور پر درج فرمایا ہے۔ اور لکھا ہے۔

"میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمدؐ ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے ص۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اس کتاب کے ص۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:

یاتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی یسرّ اللہ وجھک وینیر برھانک سیولدک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب (دیکھو ص۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام)

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا۔ اور تیرا کام بن جائیگا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا۔ اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائیگا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا۔" تریاق القلوب ص۴۲ تقطیع کلاں۔

مصری صاحب! آپ تو کہتے تھے۔ کہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمدؐ صاحب کی کوئی ذاتی خوبی الہام میں بیان نہیں کی گئی۔ اگر آپ یدنی منک الفضل کو آپ کی ذاتی خوبی نہ بھی لیں۔ تاہم اس الہام میں اللہ تعالےٰ نے آپ کی کئی ذاتی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔

اول۔ آپ کو قمر الانبیاء قرار دیا ہے۔ قمر الانبیاء کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ (۱) انبیاء کا پیارا اور محبوب۔ انبیاء کا پیارا صالح ہی ہو سکتا ہے۔ (۲) انبیاء کو بمنزلہ شمس قرار دے کر آپ کو ان کے لئے بطور قمر کے قرار دیا ہے۔ یعنی انبیاء کو مفیض اور آپ کو مستفیض قرار دے کر ان کے انوار کو پھیلانے کا ذریعہ بتلایا ہے۔ اور اسی مناسبت سے آپ کا نام الہام کے آخر میں ان نوری قریب کے الفاظ میں نور رکھا ہے۔ اور جس کو خدا قمر الانبیاء اور ہمہ تن نور قرار دے۔ اس کے نورانی اور صالح ہونے سے کوئی شپرہ چشم ہی انکار کر سکتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا سچ فرمایا ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

پس ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے مصری صاحب کا آنکھیں بند کرکے یہ کہہ دینا کہ آپ کی ذاتی خوبیاں الہام میں بیان نہیں کی گئیں۔ ماہتاب کو چھپانے اور اس پر گرد اڑانے کی ناپاک کوشش کرنا ہے۔

آپ کی ایک ذاتی خوبی ہمارے نزدیک یدنی منک الفضل بھی ہے۔ جس کے معنے مصری صاحب نے یہ لئے ہیں۔ کہ آپ کی پیدائش پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فضل ہونا مراد ہے۔ مگر اگر یہ فضل کا موجب ہونا آپ کی کوئی ذاتی خوبی نہیں۔ تو پھر یہ امتیاز کے بیان کرنے کی اللہ تعالےٰ کو کیا ضرورت تھی۔ یوں تو ہر پیشگوئی کا پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے موجب فضل ہی ہے۔

اسی طرح حضرت میاں شریف احمدؐ صاحب کے متعلق پیشگوئی نقل کرتے ہوئے مصری صاحب نے صرف یہی لکھا ہے۔

"آپ کے متعلق الہام انا نبشرک بغلام" ہٹوا اور پھر لکھا ہے۔ کہ "ان الفاظ میں ان کی کسی ذاتی خوبی کا ذکر نہیں کیا گیا۔" ذریت مبشرہ صفحہ ۲۶

مگر افسوس! کہ مصری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کو اسجگہ بھی چھپا رہے ہیں۔ جو حضرت مرزا شریف احمدؐ صاحب کے ہی متعلق ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"شریف احمدؐ کو خواب میں دیکھا۔ کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمدؐ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ وہ بادشاہ آیا۔ دوسرے نے کہا۔ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فقط فرمایا۔ قاضی کو حکم بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے۔ اور باطل کو رد کرے۔"

اب مصری صاحب بتائیں۔ کہ جس بلند مرتبت شخصیت کو اس رویا میں حق کا مؤید اور باطل کو رد کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ کیا اسکی یہ صفت اسے صالح قرار نہیں دیتی۔ مصری صاحب نے قرآن کریم کی آیت "بشروہ بغلام علیم" کے متعلق لکھا ہے۔

"علیم حقیقی معنوں کی رو سے وہی کہلا سکتا ہے۔ جس کے عقائد بھی درست ہوں۔ اور عملی زندگی بھی پاکیزہ ہو۔"

مصری صاحب پر واضح رہے۔ کہ قاضی کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کشف کو حل کرنے کے لئے ہی بیان فرمائے ہیں۔ کہ یہ بلند مرتبت شخصیت حق کی مؤید اور باطل کو رد کرنے والی ہوگی۔ پس اگر مصری صاحب کے استدلال کے مطابق قرآن مجید میں لفظ علیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی صالحیت پر دال ہو سکتا ہے۔ تو جس شخص کو خدا تعالےٰ قاضی قرار دے۔ یقیناً اس کا مکاشفہ الٰہی میں قاضی قرار دیا جانا بھی اسکی صالحیت پر دال ہے۔ کیونکہ قاضی کے لئے علیم ہونا ضروری ہے۔ جو علیم نہ ہو۔ وہ درحقیقت قاضی کہلانے کا مستحق نہیں۔

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ مصری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات اور مکاشفات کو چھپانے میں کس طرح ان لوگوں کی ڈیوٹی کو ادا کیا ہے۔ جو یکتمون الحق وھم یعلمون کے مصداق ہیں۔

مصری صاحب نے یہ اصول باندھا تھا۔ کہ جس مبشر اولاد کی صفات عالیہ الہامات میں بیان ہوں۔ اس کا صالح ہونا ضروری ہے۔ اب ہم نے خدا کے فضل سے مصری صاحب کے اصول کے مطابق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودہ زندہ اولاد کو صالح اور صفات عالیہ کا حامل ثابت کر دیا ہے۔ اور مصری صاحب کی تحریف کو بے نقاب کرکے اہل دنیا پر روشن کر دیا ہے۔ کہ مصری صاحب کس پانی میں ہیں۔

مصری صاحب! اونگھ سے بیدار ہوں۔ ہم نے یہ اصول پیش کیا تھا۔ نبی یا ولی کی مبشر اولاد صالح ہوتی ہے۔ آپ نے اس میں یہ ترمیم کی۔ کہ وہ مبشر اولاد صالح ہوتی ہے۔ جس کو الہام صالح قرار دے۔ اب ہم نے آپ کے اس اصول کے ماتحت بھی آپ پر حجت قاہرہ ملزمہ تمام کردی ہے۔

اب سنائیے کیا ہے خیال آنجناب کا
اور کیا مآل نکلا ہے آپ کی دسیسہ کاری کا

فاعتبروا یا اولی الابصار

آپ کا ناصح مشفق (ڈاکٹر) قاضی محمدؐ بشیر کورووال

ضروری اطلاع

جن خریداروں کا چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہوگیا ہے۔ وہ اپنا چندہ پندرہ یوم کے اندر خواہ بذریعہ منی آرڈر یا محاسب صاحب بیت المال بھجوادیں۔ ورنہ ان کے نام ۱۴ مارچ کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے۔ (مینیجر فاروق)

بقیہ مضمون صفحہ ۸

چیلنج مباہلہ کو پڑھ کر مشتعل ہو گئے۔ اور آپ کو مرچیں لگیں۔ تو آپ نے وہ طریق اختیار کیا۔ جس کو یہ جانتے تھے۔ کہ ناممکن الوقوع ہے کہ جماعت اس فضول کام کے واسطے آپ کی خاطر ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے لاہور کے وسیع میدان میں جمع ہو یعنی نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے آپ نے یہ تیر چلایا۔ کہ چلو اس کا شاید اتنا اثر تو ہو جائیگا۔ کہ جماعت میں سے کوئی نہ کوئی کچھ نہ کچھ میر صاحب سے بدظن ہو جائیں گے۔ مگر یہ نہ سوچا کہ میں خود ہی اس تیر کا نشانہ بن کر مورد عتاب الٰہی بن جاؤں گا۔ اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ایسی چالاکیوں سے خوب واقف ہے۔ وہ ایک فاسق کی بات کی کوڑی برابر بھی قیمت نہیں دیتی۔ آپ نے شاید مجھے اس بچے کی ماں جیسا سمجھا ہے۔ جس کا بچہ ماں کو یہ کہہ کر ڈراتا تھا۔ کہ ماں میں کوٹھے پر سے کودتا ہوں۔ ورنہ میری بات مان لے۔ اور ماں بیچاری محبت کی ماری منت کرتی تھی۔ کہ نہ بیٹا ایسا نہ کر آجا اور جو کچھ تو مانگتا ہے۔ لے لے۔ اسی طرح آپ مجھے ایسی مجہول باتوں سے ڈرا کر مباہلہ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ مگر میں آپ کی لفاظی یا افترا سازی سے ڈرنے والا نہیں۔ اور اس عقلمند انسان کی طرح جس نے بچے کو یہ دیکھ کر کہ وہ غریب ماں کو جھوٹ موٹ ڈرا رہا ہے۔ سامنے آکر کہا۔ کہ گر تو سہی دیکھوں تو کس طرح گرتا ہے۔ تو اس بچے نے جھٹ سے کہدیا۔ کہ میں تو اپنی ماں کو ڈرا رہا ہوں۔ گرتا ورتا نہیں۔

اسی طرح میں بھی شیخ مصری کو بہانگ دہل کہتا ہوں۔ کہ آپ بڑے شوق سے اپنی اخلاقی۔ قانونی۔ شرعی ذمہ واری کو سمجھ کر ذرا ان نامعلوم اور مجہول باتوں کو جو میں نے آپ سے کہی تھیں۔ پہلے ظاہر تو کریں۔ پھر میں دیکھوں گا۔ کہ مجھے واقعی اب کوئی ڈیفنس اپنا پیش کرنا چاہیئے۔ اور کس طریق سے کرنا چاہیئے۔ ورنہ جو باتیں ابھی تک فی بطن قائل ہیں۔ ان پر توجہ کرنا کسی عقلمند اور ذی ہوش انسان کا کام نہیں۔ کیا مصری صاحب اس افترا کے اظہار کی جرأت کریں گے؟ ... باید۔

یہ مانا تم بڑے عالم اور کج مج بیاں بھی ہو
جواب آساں نہیں مصری مگر میرے سوالوں کا

حسب گنجائش اخبار اسقدر لکھ دیا ہے۔ جو باقی حصہ اس کے متعلق ہے۔ انشاء اللہ اس کا جواب بھی آپ کی شان کے مناسب و مطابق اگلی اشاعت میں عرض

خبروں کا گلدستہ

— سویڈن نے فن لینڈ کو امداد دینے سے انکار کر دیا ہے۔

— ۱۹۳۸-۳۹ء میں ۲۷۶۱۶۱۲ اشخاص نے ریلوے پر بلاٹکٹ سفر کیا۔

— سنٹرل اسمبلی میں دس سے پندرہ سال کے بچوں کو فیکٹریوں میں ملازم نہ رکھے جانے کے متعلق بل پیش ہے۔

— جرمنی نے مصر کے خلاف بھی اعلان جنگ کر دیا ہے۔

— برطانوی جہاز نے ایک جرمن جہاز کو جو تین ماہ سے چھپا ہوا تھا۔ محصور کرکے چارسو انگریز ملاحوں کو رہا کرا لیا ہے۔

— ۲۳۸ ہندوستانی ملاح جرمنی سے رہا ہو کر انگلستان پہنچ گئے ہیں۔

— بہت سے یہودی نوجوانوں کو جرمنی سے جلاوطن کرکے پولینڈ کے مفتوحہ علاقوں میں بھیج دیا گیا ہے۔

— کانگرس کے نئے صدر مولانا آزاد کے بیان کے مطابق کانگرس کا آئندہ قدم سول نافرمانی ہوگا۔

— احمدآباد میں ایک لاکھ مزدور سٹرائیک کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

— جرمنی روس کی امداد کے لئے ۵ لاکھ نازی سپاہی بھیجے گا۔

— جرمنی نے ناروے اور سویڈن کو فن لینڈ کی امداد نہ کرنے کی تنبیہ کی ہے۔

— فن لینڈ نے روس کے حملہ کو روکنے کی آخری کوشش کے طور پر اپنے آخری آدمیوں کو بھی جنگ کے لئے بلا لیا ہے۔

— ضلع گونڈہ میں شیعہ سنی فساد ہو جانے سے ایک شخص ہلاک اور کئی مجروح ہو گئے۔

— حکومت ہند نے بنوں کے شمالی علاقہ سے وزیریوں کو نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

— برطانوی جنگی جہاز فن لینڈ کی بندرگاہ میں پہنچ گئے ہیں۔

— بارہ روسی ہوائی جہازوں کو نیچے گرا دیا گیا ہے۔

— برطانیہ کی فوج میں مزید ۵ لاکھ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۵۵۵ - منکہ حیات بی بی زوجہ سید محمد شریف قوم سید عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۲۵ء ساکن محلہ سادات نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری ماہوار آمدنی جو مجھے میرے لڑکے دیتے ہیں۔ مبلغ -/-/۳۰ روپے ہیں۔ اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ -/-/۳ روپے ماہوار صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ اگر اس آمدنی میں زیادتی ہوئی۔ تو اس شرح سے حصہ آمد بڑھا دوں گی۔

میرا مہر ۵۰۰ روپے تھا۔ جو عرصہ ہوا۔ معاف کر دیا تھا۔ میرا زیور ۸ چوڑیاں ایک انگوٹھی اور ایک جوڑی کانٹے طلائی ہیں۔ جن کا وزن مجموعی ۶ تولہ ۸ ماشہ ۳ رتی ہے۔ انگوٹھی میں ایک ہیرا جڑا ہوا ہے۔ جس کی قیمت -/-/۱۵ روپے ہے۔ میں اس زیور کا ۱/۳ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی ایسی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔

العبد:- نشان انگوٹھا سیدہ حیات بی بی

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ وصیت میری نانی جان کی ہے۔ اور میرے سامنے ہوئی۔ سید مقبول احمد بی۔ اے محلہ سادات نکودر۔

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ وصیت میری والدہ سیدہ حیات بی بی نے بقائمی ہوش و حواس میری موجودگی میں کی۔ اور اسے میں نے تحریر کیا۔ سید افتخار حسین بی۔ اے ایل ایل بی محلہ سادات نکودر۔

۵۵۵۷ - منکہ سیدہ رشیدہ بیگم زوجہ سید ممتاز حسین صاحب قوم سید عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت غالباً ۱۹۳۰ء ساکن محلہ سادات نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

(۱) میری ماہوار آمدنی مقرر نہیں۔ مگر میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ مجھے ماہوار جتنی رقم ملا کرے گی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجتی رہوں گی۔

(۲) میرے پاس مندرجہ ذیل زیور ہیں:- ہار طلائی ایک عدد وزنی ۸ تولے۔ زنجیر طلائی ایک عدد ہار طلائی خورد ایک عدد و شکستہ ٹکڑہ ہار طلائی وزن دو تولے اور دس ماشے۔ ہار طلائی مالے والا (گروی رکھا ہوا ہے) وزن سونا اندازاً تین تولے۔ میں مندرجہ بالا زیور کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

(۳) میرے بھائیوں نے مجھ سے -/-/۲۰۰ روپے قرض لیا ہوا ہے۔ اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتی ہوں۔

(۴) میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد ایسی جائیداد ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔

(۵) میرے مہر کی کوئی رقم واجب الادا نہیں

العبد:- رشیدہ بیگم بقلم خود

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ وصیت میرے سامنے لکھی گئی۔ سید مقبول احمد۔ بی۔ اے۔

میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ وصیت میری موجودگی میں کی گئی۔ اور میں نے قلمبند کی۔ سید افتخار حسین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

۵۵۵۸ - منکہ محمد حسین خاں ولد چودھری گوہر خاں قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۵/۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن موضع ماڑی بوچیاں ڈاکخانہ سری ہرگوبند پور ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت ماہوار آمدنی بصورت ملازمت مبلغ یکصد بیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کراتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میری جتنی بھی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد:- محمد حسین خاں بقلم خود حال محلہ میراں حسین آگرہ یو۔ پی۔ گواہ شد محمد خاں برادر موصی بقلم خود۔ گواہ شد محمد سعید احمد خاں

۵۵۵۶ - منکہ مریم بی بی بیوہ فتح دین صاحب عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن پیر کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت یکصد روپیہ نقد ہے۔ اس کے پانچویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس جائیداد کا حصہ نقد بیس روپے داخل کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- نشان انگوٹھا مریم بی بی۔ گواہ شد سلطان احمد بقلم خود پیر کوٹ۔ گواہ شد محمد عبد اللہ بقلم خود مانگٹ اونچے۔

۵۵۵۱ - منکہ امام دین ولد پیراندتا قوم آرائیں پیشہ دوکاندار عمر تقریباً ۶۰ سال تاریخ بیعت صحابی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جدی جائیداد تخمیناً ۱۸ کنال زمین زرعی واقع قادیان ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری اس جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کیا جائے۔ مگر میرے وارثوں کو حق حاصل ہوگا۔ کہ اس جائیداد کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرا دیں۔ میری ماہوار آمد دو روپے ہے۔ میں چنے بیچ کر گزارہ کرتا ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- نشان انگوٹھا امام دین چنے فروش قادیان۔ گواہ شد عبد الرحمن بقلم خود پسر موصی گواہ شد:- عبد الرحیم بقلم خود پسر موصی۔

۵۵۵۲ - منکہ حکیم چراغ دین ولد عبد الکریم صاحب قوم کھوکھر عمر ۱۰۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائیداد ایک مکان تھا۔ جس میں مبلغ -/-/۵۰۰ روپیہ میرے لڑکے کا حصہ تھا۔ علاوہ ازیں دوسرے شرکا کا بھی حصہ تھا۔ دار القضاء نے شرکاء کے حق میں اس میں سے مبلغ ۹/۱۰/۳۸۲ روپے کی ڈگری دی ہے۔ میں نے وہ مکان گیارہ سو روپے میں فروخت کیا ہے۔ ہر دو مذکورہ بالا رقموں کو نکال کر باقی ۵/۳/۲۱۸ روپے بچتے ہیں۔ اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اس رقم کو جلد از جلد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرا دوں گا۔ میری آمد اس وقت کوئی نہیں نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- حکیم چراغ دین ولد عبد الکریم بقلم خود محلہ دار العلوم قادیان۔ گواہ شد حافظ غلام رسول بقلم خود بدست حب۔ گواہ شد عبد الحق کاتب پسر حکیم چراغ دین۔ گواہ شد محمد ایوب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر دار الرحمت قادیان۔

۵۵۵۴ - منکہ سعیدہ بیگم زوجہ چودھری محمد حسین خاں صاحب قوم راجپوت عمر تخمیناً ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن موضع ماڑی بوچیاں ڈاکخانہ سری ہرگوبند پور ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

اس وقت میری کوئی علیحدہ آمدنی نہیں۔ یعنی جو کچھ ہے۔ میرے خاوند کی آمد ہے۔ میری جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔ چوڑیاں طلائی وزنی ۴ تولہ ۶ رتی انگوٹھی طلائی تین ماشہ کلپ طلائی ۶ ماشہ کانٹے طلائی ۹ ماشہ کل وزن پانچ تولہ ۶ ماشہ ۶ رتی جس کی موجودہ حالت میں مبلغ یکصد نوے روپے قیمت ہوگی۔ نیز مبلغ ۳/-/۶۸ روپے میرے پاس نقد ہیں۔ کل میزان زیورات و نقد مبلغ دو سو اٹھاون روپیہ تین پائی ہوا۔ اس کے علاوہ اس وقت میری کوئی اور آمد یا جائیداد نہیں۔ میں اپنا حق مہر اپنے خاوند سے تمام کا تمام مدت ہوئی وصول کر چکی ہوں۔ میں اپنی جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں حصہ وصیت کی رقم پوری یا جزوی طور پر ادا کر کے صدر انجمن مذکور سے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ رقم میری وفات پر میرے حساب میں سے وضع کی جائیگی۔ یعنی ادا شدہ رقم کے علاوہ جو کچھ واجب الادا ہوگا۔ وہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کیا جائیگا۔ فقط

العبد:- نشان انگوٹھا سعیدہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد محمد حسین خاں